جدید ایڈیشن

قرآن و سنت کی روشنی میں

تصوف کی حقیقت

از حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چشتی حفظہ اللہ

خلیفہ مجاز حضرت حاذق الامتؒ (خلیفہ مجاز حضرت مسیح الامتؒ)

مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

مرتب

حکیم ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

۲۲۴۵۵۳

مکتبہ طیبہ دیوبند

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت
از	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	:	ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
تعداد	:	گیارہ (۱۱۰۰) سو
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحات
1	کلماتِ مدنی	12
2	انتساب	14
3	حروفِ ناصری	16
4	اظہار محبت	19
5	لفظ فاروقی	22
	قرآن کریم کی آیات میں سالکین کیلئے ہدایات	**24-32**
7	خلاف ارضی	24
8	عبادت کے لئے مختص	24
9	جہلاء سے احتیاط	24
10	آنکھوں اور شرمگاہوں کی حفاظت	25
11	مضبوط واسطہ	25
12	ذکر کی فضیلت	25
13	قلت قیام	25

14	استغفار	26
15	دعاء اور ذکر	26
16	حکمت اور تدبر	26
17	حرص وطمع	26
18	نفسانی خواہش	26
19	اولیاء کی شان	27
20	شہدا کی فضیلت	27
21	بداعمالیوں کی نحوست	27
22	جھوٹ سے بچنے کی تاکید	27
23	غیبت سے احتراز	28
24	حسد سے پناہ	28
25	بخل اور کنجوسی	28
26	ریاکاری	28
27	تکبر	28
28	حب دنیا	28
29	حضور ﷺ کی اطاعت کا حکم	29
30	اتحاد واتفاق کی فضیلت	29
31	اللہ تعالیٰ کا وعدہ	29
32	اخلاص	29

33	توبہ	30
34	محبت	30
35	خوف	30
36	رجاء	30
37	آخرت کی نفسی نفسی	30
38	نیک لوگوں کی فضیلت	30
39	اعمال صالحہ کا بدلہ	31
40	رضاء	31
41	توکل	31
42	صبر	31
43	مصیبت	31
44	شکر	32
45	صدق	32
46	تواضع	32
47	ولایت	32
48	مراقبہ	32
	احادیث رسول ﷺ میں سالکین کے لئے ہدایات	**34-38**
50	نجات	34
51	ایمان کامل	34

52	استغفار	34
53	مجاہدہ	35
54	سچ	35
55	توبہ	36
56	محبت	36
57	شوق	36
58	رجاء	36
59	خوف	37
60	توکل	37
61	شکر	37
62	صدق	37
63	تواضع	37
64	رضاء	37
65	غصہ	37
66	حسد	38
67	تکبر	38
68	حب دنیا	38
	ہر شے تسبیح پڑھتی ہے	**39-45**
70	ہر پتھر اللہ اللہ کہہ رہا تھا	40

71	پانی سے اللہ کے ذکر کی آواز آتی تھی	41
72	درخت اور ٹہنیاں تسبیح میں مصروف تھیں	41
73	ایک شیشے کے برتن سے آوازا	41
74	تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حقیقت	42
75	قرآن پاک کی عظمت مطلوبہ	42
76	قرآن کریم پڑھوانے کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ پر ہی ہے	45
	علم تصوف کے شرعی دلائل	46-54
78	شریعت کے تین اجزاء	49
79	طالب آخرت	50
80	ذکر اللہ	50
81	تلاوت تمام وظائف سے افضل ہے	52
82	قرآن پاک کی حفاظت کی نیت کرے	52
83	ثبوت بیعت	54
84	ثبوت بیعت قرآن پاک سے	54
	حقیقت بیعت	58-67
86	نفس کی اصلاح لازم ہے	59
87	فکر اصلاح خود	59
88	تقویٰ سے کبھی غفلت نہ ہو	59
89	بشر حافی اور حبیب عجمی کیا سے کیا ہو گئے	61

90	ایمان والا بندہ	61
91	موجودہ پریشانیوں کے حل کا سہل نسخہ	62
92	مناسبت شیخ	63
93	تواضع	64
94	ماہیت تواضع	64
95	طریق تحصیل تواضع	65
96	تقویٰ دین کی پوشاک ہے	65
97	انسان کی سب سے بڑی سعادت اپنے نفس کو پاک کرنا	66
98	ترک دنیا سے کیا مراد ہے	67
99	کبھی فناء نہ ہونے والا خزانہ	67
	تصور مشاہیر امت کی نظر میں	**69-80**
101	اصلی مقصد آخرت	70
102	خداشناسی سے سلوک کے مدارج طے ہوتے ہیں	72
103	کثرت مال اور دنیا کی محبت انسان کو ہلاک کرتی ہے	73
104	اولیاء اللہ کی نشانی اور پہچان	74
105	حقیقت میں آدمی کون ہے؟	75
106	شیخ کامل کی پہچان	76
107	شیخ کامل کی صفات عالیہ	77
108	بابرکت صحبت	78

109	دنیا سے بے رغبتی	79
110	حضرت جنید بغدادی کی اپنے جنتی ساتھی سے ملاقات	80
	رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق احتیاط اور باادب رہنے کی ضرورت	**82-85**
112	خانقاہوں کی قرآن واحادیث سے دلیل	84
113	قرآن مجید سے دلائل	85
	ادب سے متعلق چند اہم واقعات	**91-93**
115	ادب کی برکتیں اور فوائد	93
	عاجزی وانکساری مومن کی شان ہے	**96-97**
117	شیخ کامل کی صحبت کے فوائد	97
	بیعت وارشاد کے متعلق چند سوالات اور ان کے جوابات	**100-105**
119	شیخ کی ایسی تعظیم جو حد سے تجاوز کر جائے جائز نہیں	102
120	بے ادب بے نصیب	102
121	مجاہدہ	104
122	مجاہدہ کی حقیقت	105
123	تزکیہ نفس کے لئے صحبت شیخ ضروری ہے	105
	تصوف کیا ہے؟	**107-122**
125	مرشد کے حقوق	109
126	تصوف اور سلوک کا خلاصہ!	112
127	طریقت وحقیقت کسے کہتے ہیں؟	112

128	حقیقت کے راستے	114
129	کیا شریعت کے ظاہری احکام پر چلنے والا سالک نہیں ہے؟	114
130	پیرومرشد کے آداب اور اطاعت	115
131	نفس کو رب کے حوالے کردو	120
132	امراض قلبی کی حقیقت	121
133	پرہیزگاری اور توکل	121
134	اصلاح کی ضرورت مشائخ کو بھی ہے	122
135	شیخ کی موجودگی سے قلب کو تقویت ہوتی ہے	122
	بدنگاہی	**123-132**
137	رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت	124
138	جاندار بن کر رہو جانور نہ ہو جاؤ	125
139	تصوف وسلوک کیا ہے	125
140	خدائی اور نبوت کا دعویٰ نہ کرنا	125
141	اچھے مرید کو دیکھ کر پیر کی حالت کیسی ہو؟	126
142	ضرورت شیخ	126
143	تم مزے اڑانے کے لئے نہیں پیدا ہوئے	128
144	ہر مسلمان کو رات دن اس طرح رہنا چاہئے	128
145	اصول فلاح دارین	132
	توجہ کا آسان طریقہ	**135-145**

147	سنت کی محبت اور اس پر پیغام	136
148	مالداروں کی قربت اچھی نہیں	137
149	سالکین کے لئے ابراہیم بن ادہم کا عبرت آمیز واقعہ	138
150	معرفت الٰہی کے عجیب وغریب واقعات	140
151	عقلمندی کا کام	145
	ایک بزرگ کی وصیت جو سالکین کے لئے نہایت مفید ہے	**147-155**
153	مرشد کامل کی حقیقت	149
154	پیر ومرشد سے بڑھ کر کوئی ولی اور رفیق نہیں	150
155	تقویٰ کا مقصد	151
156	حقوق کی ادائیگی بھی ''تقویٰ'' ہے	151
157	تقویٰ کا اصل	152
158	ایک واقعہ ایک عبرت	153
159	مراجع وماخذ	155

کلماتِ مدنی

سماحة الشیخ حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب قاسمی مدنی حفظه الله

استاذ تحفیظ القرآن فی المسجد النبوی علیٰ صاحبها الصلوٰة والتسلیم

المدینة المنوره

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد۔

اس وقت دنیا بھر میں تصانیف وتالیفات کا سلسلہ جاری ہے، لیکن مصنف ومؤلف کی وہ تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جو تعمیر واتحاد اور اصلاحِ امت کے لئے اپنے قلم کا استعمال کرے۔

لیکن حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ نے اس کا لحاظ کرتے ہوئی اپنے قلم سے مختلف موضوعات پر جامع اور معانی تصانیف کی ہیں جس کی دو بڑی خصوصیات یہ ہیں کہ عام فہم زبان اور موجودہ ضروریات کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ آپ کے ''خطباتِ رمضان المبارک، خطباتِ رحیمی اور دخترانِ اسلام کے لئے خطباتِ حبان وطالبات تقریر کیسے کریں'' دس دس جلدوں میں اصلاح پر مشتمل انتہائی مفید ثابت ہوئے ہیں، جن کی اشاعت ہندو پاک میں مقبولیت عام حاصل کرچکی ہیں۔ آپ نے تصوف کے عنوان پر ''انور السالکین، انوارِ

طریقت'' اور'' قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت'' تالیف کی ہیں جس میں سے ہر کتاب اپنی منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ میں نے قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت کا مطالعہ کیا، بحمد للہ تعالیٰ کتاب انتہائی مفید ہے، چونکہ بارِاول کی طباعت میں اکثر وبیشتر اغلاط ہو ہی جاتی ہیں سو میں نے حضرت حبیب الامت مدظلہ کی اجازت سے اس میں جو سہواً یا کتابت کی اغلاط تھیں ان کی نشاندہی کی جسے حضرت والا نے انتہائی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ازسرنو نظر ثانی اور طباعت کے لئے منظور فرمالیا، اوراب یہ جدید ایڈیشن مع اضافہ ونظر ثانی، دیدہ زیب ٹائٹل اور خوشنما سیٹنگ کے ساتھ شائع ہورہا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا دامت برکاتہم کی ذاتِ عالی سے اسی طرح مزید اصلاح وتربیت کا کام لیتا رہے اور آپ کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین یارب العالمین!

بندہ: عبدالرحمٰن صاحب قاسمی مدنی

خادم التدریس تحفیظ القرآن فی المسجد النبوی ﷺ مدینہ منورہ سعودی عرب

انتساب

☆ میرے پیرومرشد حاذق الامت عارف باللہ حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحبؒ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادیؒ) کی جانب، جن کی توجہات، نظر التفات اور صحبت خاص سے اس خادم کو خانقاہی ماحول حاصل ہوا۔ بقول شیخ سعدی شیرازیؒ کہ "ایک دن نہانے کی مٹی میرے محبوب نے غسل خانہ میں اپنا ہاتھ بڑھا کر میرے ہاتھ پر رکھی، وہ مٹی اتنی خوشبودار تھی کہ اس کی خوشبو نے مجھے مست کردیا میں نے اس سے پوچھا کہ اے مٹی تو مشک ہے یا عنبر؟ مٹی نے جواب دیا کہ میں تو بے حقیقت مٹی تھی لیکن کچھ مدت تک مجھے پھول کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا اور یہ میرے ہم نشین کی خوبی ہے جو مجھ میں سرایت کرگئی ہے ورنہ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں۔

نگاہ مردمؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

☆ میرے خسر محترم منشی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی جانب، جن کی نصیحتوں سے میرے ہر قدم پر حوصلے بڑھے وہ میرے لئے شجر سایہ دار ثابت ہوئے اور ان کے طفیل اس راہ میں استقامت عطا ہوئی۔

پیدا ہوتے کہاں ہیں ایسے لوگ
ڈھونڈتے پھریئے ان کے جیسے لوگ

☆ میرے والدین (الحاج محمد عمران صاحب مدظلہ اور والدہ محترمہ صاحبہ) کی جانب، جن کا سایہ عاطفت اس بندۂ ناچیز کے سر پر قائم ہے، جن کی دعاؤں اور شفقتوں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے دین کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

زندگی ان کو دے طویل خدا
ہو گوہر یہ کبھی نہ ہم سے جدا

طالب دعاء: محمد ادریس حبان رحیمی
خاکپائے آستانہ۔حضرت حاذق الامتؒ
دارالعلوم محمدیہ بنگلور، خانقاہ رحیمی بنگلور
(مورخہ ۳/ستمبر ۲۰۰۸ء)

حروفِ ناصری

ناصر الامت حضرت الحاج حکیم ناصر الدین احمد صاحب مدظلہ العالی

جانشین حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحبؒ پرنامبٹ تمل ناڈو

تصوف و معرفت کا انسانی زندگی سے بڑا گہرا رشتہ ہے کیونکہ تصوف کا تعلق براہ راست انسان کے اصلاح باطن سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان خدا کا بندہ بن کر زندگی گزارنے کا طریقہ اور سلیقہ سیکھتا ہے بغیر اس کے وہ خاک کا ڈھیر ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ نے اسی حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے: أَلا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ. (حدیث) ترجمہ! یادرکھو انسانی جسم میں ایک خون کا لوتھڑا ہے جب وہ تندرست وتوانا ہوتا ہے تو پورا جسم تندرست وتوانا ہوتا ہے اور جب وہ بے کار و بیمار ہوتا ہے تو پورا جسم بے کار و بیمار ہوجاتا ہے، یادرکھو! وہ دل ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام نے ہمیشہ زندگی کے اسی پہلو پر توجہ دی ہے نزول وحی کا یہی مقصد ہوا کرتا تھا کہ انسان کے اندر جو طاقت وصلاحیت رکھی ہے وہ قرآنی اور دینی

سانچے میں ڈھل کر کائنات عالم کا ایسا حسین پھول بن جائے جس کے عطر بیز وجود سے سارا عالم انسانی معطر ہوتا رہے۔

اصلاح وتربیت کا یہ نبوی طریقہ اولیاء اللہ اور صالحین عظام کا شیوہ رہا ہے ہر دور میں امت کے اکابرین اور بزرگان دین نے تصوف اور سلوک ومعرفت کے ذریعہ ایسے لوگوں کو بھی راہ راست پر لا کھڑا کیا ہے جو گمراہی اور ضلالت کے دلدل میں پھنس کر اپنی حقیقت کو فراموش کیے بیٹھے تھے۔

تصوف وسلوک کے ذریعے ایسے انقلابات رونما ہوتے ہیں جس سے انسان کی زندگی یکسر بدل جاتی ہے اور زندگی کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے پھر انسان خود شناس ہونے کے ساتھ ساتھ خداشناس بھی ہوجاتا ہے۔

ماضی قریب میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سلوک ومعرفت کے تزکیہ نفس اور تصفیۂ قلب کی گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں جس سے صدیوں تک ہندوستان کی سرزمین آباد رہے گی۔

اسی سلسلہ تھانوی سے وابستہ پیرومرشد حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ ایک بلند پایہ مربی و مصلح ہونے کے ساتھ ساتھ گوناگوں خصوصیات اور اوصاف کے حامل ہیں دارالعلوم محمدیہ بنگلور، خانقاہ رحیمی بنگلور اور رحیمی شفاء خانہ بنگلور وہ چشمے ہیں جہاں سے حضرت والا کا فیض جاری ہے اللہ تعالیٰ آپ سے خدمت دین اور اصلاح امت کا بڑا کام لے رہے ہیں۔

یوں تو حضرت والا کی کئی تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں تصوف کے موضوع پر حضرت والا کی یہ ایک جامع تالیف ہے جس میں تصوف کا مقام ومرتبہ اور اس کی حقیقت کو قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل اور مفصل بیان کیا گیا ہے پیرومرشد کے

رشتے اور اصلاح وتربیت کے طریقے بڑے سہل انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔
الغرض اصلاح باطن کا ہر پہلو اس کتاب میں بڑے عمدہ اسلوب کے ساتھ بیان کیا گیا۔
اللہ تعالیٰ حضرت والا کے فیض کو جاری وساری رکھے اور ہم سب پر آپ کا سایہ تادیر قائم فرمائے اور آپ کی ہر خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔
آمین یارب العالمین

(ناصر الامت حضرت) حکیم ناصر الدین احمد
جانشین حضرت حاذق الامتؒ خانقاہ زکیہ پرنامبٹ تمل ناڈو
(مورخہ ۱۰ر ستمبر ۲۰۰۸ء)

اظہار محبت

شاعر اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اظہار افسر اسعدی مدظلہ العالی

بانی ومہتمم دار العلوم مصباح التوحید ومصباح البنات بنگلور

خلیفہ ومجاز حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی حفظہ اللہ

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور فرمودات میں اس کے رسول اللہ ﷺ کی دعوت وتبلیغ کا رخ انسانی زندگی کے جس پہلو پر مرکوز نظر آتا ہے وہ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہے جا بجا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے اپنے احسانات شمار کروائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ.

ترجمہ! یقیناً اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے ایمان والوں پر کہ انہیں میں سے ان کے درمیان ایک رسول بھیجا جو انہیں خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ سناتے ہیں انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

دل کو انسانی زندگی میں ہر اعتبار سے مرکزی حیثیت حاصل ہے دل کے زندہ رہنے اور نہ رہنے پر پوری دنیوی اور اخروی زندگی کا مدار ہوتا ہے نفس امارہ کی سورش، حریم دل کے تقدس کو پامال کرنے میں لگی رہتی ہیں بسا اوقات انسان اسکے گرداب میں ایسا گھر جاتا ہے کہ اسے سنبھلنے کا موقع تک نہیں ملتا اور وہ راندۂ درگاہ ہو کر رہ جاتا ہے اس لئے ظاہری بصارت وبینائی کے ساتھ ساتھ وہ چیز بھی ضروری ہے جسے بصیرت کہتے ہیں۔

کسی عارف نے غلط نہیں کہا ہے۔

دل مردہ، دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ   کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

اسی طرح یہ شعر:

دل بینا بھی کر خدا سے طلب   آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

دل کی اس بینائی کے حصول کے لئے جو امر لازم ہے وہ ہے ''مرشد کی حلقہ بگوشی'' علاوہ ازیں معرفت کی ڈگر بے شمار شیطانی خاروں سے اس طرح گھری ہوئی ہے کہ انسان کے قدم ڈگمگانے لگتے ہیں، منزل تک رسائی سراب کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی یہاں تک کہ دین وعقیدہ کے غارت ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے کسی ایسے پیر کامل کی حلقہ بگوشی ضروری ہے جو ''یک بگیر محکم بگیر'' کا مصداق ہو۔ کیونکہ

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

لیکن یہ بدلتی ہوئی تقدیریں انہیں کے نصیب میں آتی ہیں جو اپنے آپ کو اس راہ میں فنا کر دینے کا جذبہ رکھتے ہی نہیں بلکہ اس پر ہر ممکن عمل پیرا رہتے ہیں اور اپنے مرشد کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنی زندگی کا نصب العین سمجھتے ہیں اور ان کے اشارہ کے بغیر زندگی کے کسی شعبہ میں کوئی قدم اٹھانا گوارہ نہیں کرتے۔

اسی دل کی اصلاح اور تزکیہ کا ایک معروف مرکز خانقاہ رحیمی بنگلور ہے جہاں پیر ومرشد قبلہ حبیب الامت حضرت مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم (خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ) کے توسط سے اکابرین امت کا فیض جاری ہے۔ حضرت حبیب الامت نے حضرت حاذق الامتؒ کی حلقہ بگوشی اختیار کر کے اور ان کے روح پرور سایۂ عاطفت سے وابستہ ہو کر علم وحکمت، تدبر وفراست، معرفت وسلوک اور روحانیت کے منازل طے کئے اور آج اسی حکمت وروحانیت کے بام عروج پر جلوہ گر ہو کر جسمانی طبیب ہونے کے ساتھ روحانی طبیب بھی ہوئے اور خلق خدا کی نظر میں منبع الخلائق کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت والا کی ایک درجن سے زائد تالیفات منظر عام پر آچکی ہیں تصوف کے موضوع پر بڑی اہم کتاب ''قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف اور اس کی حقیقت'' محترم مولانا ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی مدظلہ العالی نے ترتیب دی ہے جس میں سلوک ومعرفت کی راہ پر چلنے والوں کے لئے بڑی کارآمد چیزیں جمع فرما دیں ہیں اور اصلاح وتربیت کے لئے ضروری امور کو واضح فرمایا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں تصوف ومعرفت کا مدلل اور مفصل جائزہ لیا گیا ہے جو یقیناً حضرت والا کا ایک بہت بڑا فیض ہے اللہ تعالی اسے قبول فرمائے اور سالکین کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(حضرت مولانا) ڈاکٹر محمد اظہار افسر اسعدی
بانی ومہتمم دار العلوم مصباح التوحید ومصباح البنات بنگلور
(۲۰ رستمبر ۲۰۰۸ء)

لفظِ فاروقی

تصوف ایک ہمہ گیر موضوع ہے اس کا تعلق براہ راست انسان کے دل سے ہوتا ہے جو انسانی اخلاق وکردار، سیرت وسلوک اور جذبات وانفعالات کا اصل مرکز ہے اس دل کے بننے اور بگڑنے پر ساری انسانی زندگی کا مدار ہوتا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام اور اکابرین امت نے اس پہلو پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دی ہے بہت سارے اصول وضوابط اور قاعدہ کلیہ وضع کئے گئے اور سالکین کی اصلاح وتربیت کے طریقے مرتب کئے گئے جو بہت سی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں اور قرآن وحدیث کے حوالے سے اس موضوع کو مدلل اور مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

زیر نظر کتاب ''قرآن وحدیث کی روشنی میں تصوف کی حقیقت'' دراصل ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں ان سارے دلائل وشواہد اور اصول وضوابط کو یکجا کیا گیا ہے جسے اکابرین امت نے تزکیہ نفس اور سلوک ومعرفت کے تعلق سے سالکین کی رہنمائی کے لئے پیش کئے تھے۔ یہ میری سعادتمندی ہے کہ بزرگوں کے ان ارشادات وفرمودات کو یکجا کرنے کی توفیق ہوئی بزرگوں کے انہیں تبرکات کو بغرض افادۂ عام ''قرآن وسنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت'' کے نام سے والد بزرگوار حبیب الامت

حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی چرتھاوَلی عمت فیوضہم کے ارشادات وفرمودات کو جمع کر کے کتابی شکل دی ہے تا کہ سالکین کو آسانی ہواور اکابرین نے جو تزکیہ واصلاح کے طریقے بتائے ہیں اس کو اپنی زندگی میں اپنا کر اصلاح کر سکیں۔اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور حضرت حبیب الامت کے فیوض وبرکات کو تادیر جاری رکھے۔آمین!

طالب دعاء: محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
خاکپائے آستانہ حضرت حبیب الامت
(خادم: دار العلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور)

قرآن کریم کی آیات میں
سالکین کے لئے ہدایات

خلافت ارضی

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَةً.

ترجمہ! اور یاد کرو اس وقت کو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔ (البقرۃ/۳۰)

عبادت کے لئے مختص

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ.

ترجمہ! اور میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ (الذاریات/۶۵)

جہلاء سے احتیاط

وَعِبَادَ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلٰی الْاَرْضِ ھَوْناً وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَاماً.

ترجمہ!اور رحمٰن کے بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر نرم روی سے چلتے ہیں اور جب ان سے ناسمجھ لوگ مخاطب ہوتے ہیں تو وہ انہیں سلام کرتے (ہوئے اپنی راہ لیتے) ہیں۔

آنکھوں اور شرمگاہوں کی حفاظت

قُل لِّلْمُؤْمِنِيَن يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ. (النور/۳۰)

ترجمہ!اے نبی ﷺ آپ مومنوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔

مضبوط واسطہ

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىَ لاَ انفِصَامَ لَهَا. (البقرہ/۲۵۶)

ترجمہ!جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی رسی پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔

ذکر کی فضیلت

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُواْ لِي وَلاَ تَكْفُرُونِ. (البقرہ/۱۵۲)

ترجمہ!سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا اور میرے احسان مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا۔

قلت قیام

قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلاً نِصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلاً (المزمل/۳)

ترجمہ!رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی ہی رات، آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم۔

استغفار

وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (الذاریات/۱۸)

اور اوقات سحر میں مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔

دعاء اور ذکر

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً (السجدہ/۱۶)

ترجمہ! ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف وامید سے پکارتے ہیں۔

حکمت اور تدبر

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً (البقرۃ/۲۶۹)

اور جس کو دانائی ملی یقیناً اسے بڑی نعمت ملی۔

حرص وطمع

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجاً مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ (طٰہٰ/۱۳۱)

ترجمہ! اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا۔

نفسانی خواہش

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (ص/۲۶)

اور خواہشات نفسانی کی پیروی مت کرنا وہ تمہیں راہ خدا سے بھٹکا دے گی۔

اولیاء کی شان

أَلا إِنَّ أَوْلِيَاء اللّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (یونس/٦٢)

ترجمہ! یادرکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

شہدا کی فضیلت

وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبيلِ اللّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاء وَلَكِن لاَّ تَشْعُرُونَ (البقرة/١٥٤)

اور جو لوگ راہ خدا میں قتل کیے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔

بداعمالیوں کی نحوست

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاء مَّحْيَاهُم وَمَمَاتُهُمْ سَاء مَا يَحْكُمُونَ (الجاثیه/٢١)

ترجمہ! جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ان کی زندگی اور موت یکساں ہوگی یہ جو دعوے کرتے ہیں برے ہیں۔

جھوٹ سے بچنے کی تاکید

وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (الحج/٣٠)

ترجمہ! اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

غیبت سے احتراز

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً (الحجر/۱۲)

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

حسد سے پناہ

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق/۵)

ترجمہ!اور حسد کرنے والے کی برائی سے (پناہ چاہتا ہوں) جب وہ حسد کرنے لگے۔

بخل اور کنجوسی

وَمَنْ يَبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ (محمد/۳۸)

ترجمہ!اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنے سے بخل کرتا ہے۔

ریاکاری

يُرَآؤُنَ النَّاسَ (النساء/۱۴۲)

ترجمہ!لوگوں کے سامنے دیکھاوا کرتے ہیں۔

تکبر

اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (النحل/۲۳)

ترجمہ!بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حُبِّ دنیا

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (الحدید/۲۰)

اور دنیاوی زندگی سوائے سامان فریب کے اور کچھ نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی اطاعت کا حکم

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (الحشر/ ۷)

ترجمہ! جو کچھ رسول ﷺ نے تمہیں دیا ہے اسے (مضبوطی سے) پکڑ لو اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز آ جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ زبردست سزا دینے والا ہے۔

اتحاد و اتفاق کی فضیلت

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا کَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف/ ٤)

ترجمہ! جو لوگ خدا کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بہ صف ہو کر لڑتے ہیں خدا ان سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً (النحل/ ۹۷)

ترجمہ! جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہم اسے پاکیزہ زندگی عطاء کریں گے۔

اخلاص

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ (البینات/ ۵)

ترجمہ! اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ خدا کی عبادت کریں یکسو ہو کر۔

توبہ

يَا اَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْ تُوْبُوْا اِلٰى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحاً (التحریم/ ۸)

ترجمہ! مومنو خدا کے آگے دل سے توبہ کرو۔

محبت

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (البقرة/ ۱۶۵)

ترجمہ! اور جو ایمان والے ہیں وہ خدا ہی کے سب سے زیادہ دوستدار ہیں۔

خوف

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ (النزعات/ ۴۰)

ترجمہ! اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے۔

رجاء

لا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر/ ۵۲)

ترجمہ! اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

آخرت کی نفسی نفسی

اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (الزخرف/ ۶۷)

ترجمہ! اس دن سارے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے نیکوکاروں کے۔

نیک لوگوں کی فضیلت

يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ فَأُوْلَئِكَ يَقْرَؤُوْنَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلاً. (بنی اسرائیل/ ۷۱)

ترجمہ! جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے تو جن (کے اعمال) کی کتاب انکے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنا نامہ اعمال (خوش ہوکر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔

اعمال صالحہ کا بدلہ

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل/۹۷)

ترجمہ! اور ہم ضرور ان لوگوں کو ان کے کئے کا بہتر بدلہ دیں گے۔

رضاء

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْ عَنْهُ (البینۃ/۸)

ترجمہ! اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

توکل

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ. (المجادلۃ/۱۰)

ترجمہ! اور ایمان والوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں

صبر

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا (ال عمران/۲۰۰)

ترجمہ! اے ایمان والو صبر کرو۔

مصیبت

إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعون (البقرۃ/۱۵۶)

ترجمہ! جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم تو اللہ ہی کیلئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

شکر

وَاشْكُرُوْ لِیْ .(البقرة، ١٥٢)
ترجمہ! اور تم لوگ میرا شکرادا کرو۔

صدق

وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ
ترجمہ! اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

تواضع

وَعِبَادَ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا.
ترجمہ! اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم روی کے ساتھ چلتے ہیں۔

ولایت

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرة، ٢٥٧)
ترجمہ! اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے ہیں وہی انہیں تاریکی سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

مراقبہ

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (قٓ، ١٦)
ترجمہ! ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

ان کے علاوہ بھی بے شمار آیات مبارکہ ہیں اختصار سے کام لیتے ہوئے ان پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

☆......☆......☆

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سالکین کیلئے ہدایات

نجات

اَیُّهَا النَّاسُ ! قُوْلُوْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تُفْلِحُوْا (بخاری)

ترجمہ! اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے۔

ایمان کامل

لاَ یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

ترجمہ! تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

استغفار

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

ترجمہ! پاک ہے اللہ کی ذات اور تعریفیں سب اسی کی ہیں پاک ہے اللہ کی ذات جو عظمت والی ہے اور سب تعریفیں اسی کی ہیں میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس اللہ سے جو عظمت والا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہی زندہ اور قائم رہنے والا ہے اور میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

مجاہدہ

عَنْ فُضَالَةَ الْكَامِلِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ (البیهقی)

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اصل مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے مجاہدہ کرے۔

سچ

عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبِ (متفق علیه)

ترجمہ! سچائی کو لازم پکڑو اور جھوٹ سے بچو۔

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ (حدیث شریف)

بہتر ہے وہ نیک مال جو نیک آدمی کے لئے ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوٰلِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى نِيَّاتِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (مسلم)

ترجمہ! بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نگاہ تمہاری نیتوں اور اعمال پر ہے۔

توبہ

يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ (مسلم)

اے لوگو خدا کے حضور توبہ کرو۔

محبت

مَنْ اَحَبَّ لِقَاءُ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائِهِ (متفق عليه)

جو اللہ سے ملاقات چاہتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملنا پسند نہیں کرتا اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔

شوق

اَسْئَلُكَ النَّظَرَ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ (نسائی)

ترجمہ! میں تیرے چہرہ کے دیدار کا سوالی ہوں اور تیری ملاقات کا متمنی ہوں۔

خوف

مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اِلَّا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اِلَّا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ.

ترجمہ! جو ڈرتا ہے وہ رات کو ہی چل پڑتا ہے اور جو رات کو چلتا ہے وہی منزل کو پہنچتا ہے سن لو خدا کا سرمایہ بہت قیمتی ہے یاد رکھو کہ خدا کا سرمایہ جنت ہے۔

رجاء

لَوْ عَلِمَ الْكَافِرُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّةِ اَحَدٍ (متفق عليه)

ترجمہ! اگر کافر اللہ کی رحمت کو جان لے تو اس کی جنت سے کبھی مایوس نہ ہوگا۔

توکل

اِذَاسَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہُ وَاِذَا اِسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ (ترمذی)

جب مانگ تو اللہ سے مانگ اور جب مدد طلب کر تو اللہ ہی سے مدد طلب کر۔

شکر

اِذَا اَصَابَتُہُ السَّارُّ شَکَرَ (مسلم)

ترجمہ! جب اسے خوش کن چیز حاصل ہوتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے۔

صدق

اِنَّ الصِّدُقَ یُنُجِیُ وَالْکِذْبَ یُھْلِکُ

ترجمہ! سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

تواضع

مَا تَوَاضِعُ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ .

ترجمہ! جوکوئی اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے سربلند فرمائے گا۔

رضاء

مِنْ سَعَادَۃِ ابْنِ آدَمَ رَضَاہُ بِمَا قَضٰی اللّٰہُ لَہٗ (ترمذی)

ترجمہ! بنی آدم کی نیک بختی یہی ہے کہ اللہ کے فیصلے سے راضی برضاء رہے۔

غصہ

لاَ تَغْضِبُ (بخاری)

غصہ نہ کرو۔

حسد

لاَ تُحَاسِدُوْا (بخاری)
ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔

تکبر

لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ (مسلم)
ایسا شخص جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حب دنیا

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم)
ترجمہ! دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافروں کے لئے جنت ہے۔
متعدد احادیث اور بھی ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ان پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

(محمد ادریس حبان رحیمی)

☆......☆......☆

ہر شئے تسبیح پڑھتی ہے

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْئٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾

کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہں سکتے اس کی تفسیر کئی طرح سے کی گئی ہے ایک یہ کہ ذی روح زبان قال سے تسبیح پڑھتے ہیں اور غیر ذی روح زبان حال سے، لیکن اولیاء اللہ کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ ہر شے اسی طرح آواز سے تسبیح اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے جس طرح ہم انسان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک میں سنگ ریزوں کا تسبیح پڑھنا ستون حنانہ کا آواز سے رونا تو احادیث مبارکہ سے ثابت ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی کامل متابعت کے طفیل حق تعالیٰ اپنے اولیاء کو بھی کبھی کبھی یہ مشاہدہ کرادیتے ہیں۔

علامہ شعرانیؒ دسویں صدی ہجری کے اولیاء کاملین میں سے ہیں اپنی کتاب انوار قدسیہ میں فرماتے ہیں ''تمام کائنات حق تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہے مگر اس کا مشاہدہ اہل کشف ہی کرتے ہیں میں نے بھی ایک مرتبہ یہ تماشا مغرب سے لیکر ایک تہائی رات تک دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ تمام اشیاء کائنات اونچی اونچی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتذکیر میں مصروف ہیں میں ان کی آوازوں کو سنتا تھا اس حال کے

مشاہدے سے مجھ پر اتنا خوف طاری ہوا کہ دیوانہ سا ہوگیا پھر اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے وہ نظارہ مجھ سے پوشیدہ کر دیا میں نے مچھلی کو سنا وہ کہتی تھی۔ ”سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ رَبُّ الْاَرْزَاقِ وَالْاَقْوَاتِ وَالْحَیْوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ“ تمام آوازوں میں بس یہی ایک تسبیح میری سمجھ میں آئی اور یاد رہی۔(انوار قدسیہ)

حضرت سید عبدالعزیز دباغؒ جو بارہویں صدی ہجری کے بڑے کامل صاحب فتح ولیوں میں شمار ہوتے ہیں علم لدنی سے سرفراز تھے امی محض تھے نابینا تھے مگر علوم و معارف حقائق ودقائق حدیث وتفسیر علوم معاملہ ومکاشفہ کا ایک سمندر تھے آپ کے خلیفہ علامہ محمد ابن مبارک نے آپ کے ان علوم ومعارف کو خزینۂ معارف نامی کتاب میں قلم بند کیا ہے زیر عنوان موضوع پر فرماتے ہیں” جمادات کے دو رخ ہیں ایک رخ تو خالق کی طرف ہے اور اس میں وہ اللہ کے مطیع اور اس کے عبادت گزار ہیں اور دوسرا رخ مخلوق کی طرف ہے اور اس میں نہ وہ کچھ جانتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں حق تعالیٰ جب کسی بندے کے سامنے کر دیتے ہیں مخلوق خواہ کسی قسم کی ہو کسی حالت میں یہ کہنے سے خالی نہیں کہ اللہ میرا رب ہے مگر لوگ چونکہ زمین اور دیگر مخلوق کی اصل حالت سے واقف نہیں ہوتے اس لئے وہ ان کو بے جان چیز خیال کرتے ہیں اگر لوگوں کو زمین کی اصل حالت کا پتہ چل جائے تو ممکن نہیں کہ کوئی شخص بھی زمین پر اللہ کی نافرمانی کر سکے۔

حضرت عبدالعزیز دباغؒ نے اپنے ساتھ پیش آنے والے چند واقعات کا بھی تذکرہ کیا ہے فرماتے ہیں:

ہر پتھر اللہ اللہ کہہ رہا تھا

ایک مرتبہ میں نے کانٹا لگا کر مچھلی کا شکار کرنا چاہا مچھلیاں وہاں کثرت سے تھیں میں نے کانٹا ڈالا اصل پانی کے قریب ایک بڑا پتھر پڑا ہوا تھا اچانک میں نے اس

سے اللہ اللہ کی آواز سنی ابھی میری نگاہ اس طرف اٹھی ہی تھی کہ ہر پتھر نے اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا پھر سوائے اس مچھلی کے جس نے میرے کانٹے کی روٹی کھائی تھی ہر اک نے یہی پکارنا شروع کر دیا اس وقت مجھ پر اس قدر رعب اور خوف طاری ہوا کہ میں چاہتا تھا کہ اس کے مقابلے میں مجھے رسی میں باندھ کر ایک بلند جگہ پر اٹھا دیا جائے یا ایک کھمبے پر گنڈی میں لٹکا دیا جائے مگر اس نظارے کے خوف سے نجات مل جائے۔

پانی سے اللہ کے ذکر کی آواز آتی تھی

بسا اوقات قضاء حاجت کی غرض سے بیت الخلاء کو جاتا مگر جب پانی کو ذکر کرتے ہوئے اور اللہ کا نام لیتے ہوئے سنتا تو رفع حاجت کئے بغیر واپس آ جاتا۔

درخت اور ٹہنیاں تسبیح میں مصروف تھیں

ایک دن میں سیدی احمد الحی کے مزار کے پاس زیتون کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھتا ہوں کہ سارے پتھر کیا چھوٹا کیا بڑا اور سارے درخت اور ٹہنیاں اپنی اپنی زبان میں اللہ تبارک وتعالی کی تسبیح پڑھ رہی ہیں اس کے سننے سے قریب تھا کہ میں بھاگ جاؤں۔ پھر میں نے ایک پتھر کی آواز کو کان لگا کر سنا تو مجھے اس سے مختلف آوازیں سنائی دیں جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پتھر کئی مختلف پتھروں سے مل کر ایک ہو گیا تھا اس لئے اسمیں سے آوازیں بھی مختلف آ رہی تھیں۔

ایک شیشے کے برتن سے آواز آئی

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے بھی ایک واقعہ فتوحات مکیہ میں لکھا ہے فرماتے ہیں شیخ ابوالعباس جریدی نے ۶۰۳ھ میں مجھ سے مصر میں واقعہ بیان کیا کہ شیخ عبداللہ قربانی کے ساتھ میں بازار گیا شیخ نے اپنے چھوٹے بچے کے لئے ایک قصریہ

(ایک شیشے کا برتن جس میں چھوٹے بچوں کو پیشاب کراتے ہیں) خریدی اسی اثناء میں ہم سے صالحین کی ایک جماعت کی ملاقات ہوئی اور ہم سب ایک جگہ بیٹھ گئے کہ کچھ منگا کر کھائیں۔ چنانچہ دودھ شکر اور روٹی منگائی قصریہ چونکہ ابھی نئی تھی اس لئے اس میں ہمنے دودھ منگایا جب ہم سب لوگ کھا چکے اور لوگ اپنی راہ چلے گئے میں شیخ عبداللہ کے ساتھ چل رہا تھا اور قصریہ ان کے ہاتھ میں تھی واللہ میں نے قصریہ سے ایک آواز سنی وہ کہتی تھی کہ اللہ عز وجل کے اولیاء مجھ میں دودھ شکر رکھ کر کھا چکے ہیں اس تبرک کے بعد میں پیشاب اور ناپاکی جگہ نہیں بننا چاہتی اللہ کی قسم اب ایسا نہیں ہوسکتا یہ کہہ کر وہ قصریہ شیخ عبداللہ کے ہاتھ سے اچھلی اور نیچے گر کر پاش پاش ہوگئی یہ واقعہ دیکھ کر ہماری عجیب حالت ہوگئی شیخ عبداللہ کہتے ہیں کہ جب ہوش بحال ہوئے تو میں نے شیخ ابوالعباس سے کہا کہ یہ قصریہ ایک نصیحت کرگئی ہے اور تم جو اس واقعہ سے خیال کررہے ہو وہ مقصود نہیں کیونکہ بہت سے برتن ایسے ہیں جس میں تم سے بہتر لوگوں نے کھانا کھایا ہے اور پھر ان میں ناپاک اشیاء رکھی گئی ہیں۔ بلکہ اس نصیحت کا مقصد یہ تنبیہ ہے کہ جب تمہارے قلوب معرفت الٰہی کی جگہ بن چکے ہیں تو پھر ان کو اغیار اور ماسوا کی گندگی سے ملوث نہیں کرنا چاہیئے اور جس طرح قصریہ ٹوٹی ہے ہمیں بھی اس طرح اللہ تعالٰی کے سامنے تواضع اور شکستگی سے رہنا چاہیئے شیخ ابوالعباس نے کہا بیشک یہی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو ہماری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حقیقت

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد بزرگوار حضرت محمد ﷺ سے درخواست کی کہ چکی پیسنے اور پانی بھرنے اور دوسرے گھر کے کام کرنے سے انہیں بہت تکلیف ہوتی ہے اس لئے آنحضرت

ﷺ نے اس کے عوض آپ کو ارشاد فرمایا کہ سونے سے پہلے ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لئے غلام سے بہتر ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تو کنیز یا غلام کا سوال کیا تھا کہ اس سے آپ کو گھر کے کاموں میں مدد ملے اور آپ کی تکلیف کم ہو اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے چند تسبیح پڑھنے کا ارشاد کیا تو اس سے سیدہ فاطمہؓ کی تکلیف میں کیا کمی ہوئی اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کے سوال اور حضور ﷺ کے جواب میں کیا ربط ہے اس شبہ کا جواب ایک اللہ کے ولی عارف باللہ حضرت ابوالعباس احمد بن مسروقؒ نے دیا ہے فرماتے ہیں کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قوت حاصل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب سیدہ فاطمہؓ کو گھر کے کام کاج سے کمزوری محسوس ہوئی تو آپ نے نبی کریم ﷺ سے ایک خادمہ چکی پیسنے کے لئے مانگی تو حضور ﷺ نے ان کو اللہ کے ذکر کی یعنی تسبیح، تحمید اور تکبیر کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ اذکار تمہارے لئے خادمہ سے بہت بہتر ہیں ان سے قوت حاصل کرو۔ (طبقات) (آئینہ سلوک ۲۳۸/۲۴۱)

قرآن پاک کی عظمت مطلوبہ

اس کا علاج یہ ہے کہ گاہ گاہ اجتماع میں قرآن پاک کی عظمت اور فضائل کی احادیث سنائی جائیں ان کے قلوب میں انشاء اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی عظمت پیدا ہو جائے گی۔

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ حق تعالیٰ شانہ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی اس کو

سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالی شانہ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسے خود حق تعالی شانہ کو تمام مخلوق پر۔ (ترمذی)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ قرآن پاک کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور جو شخص قرآن کریم کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ (بخاری وترمذی)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ حسد (غبطہ رشک کے معنی میں) صرف دو شخصوں پر جائز ہے ایک وہ جس کو حق تعالی نے قرآن کریم کی تلاوت عطاء کی ہو اور دن رات اس میں مشغول رہتا ہے دوسرے وہ شخص حس کو حق تعالی نے مال کی کثرت عطاء فرمائی اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے (یعنی خدائے تعالی کی خوشنودی کیلئے)۔ (ترمذی)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ تین چیزیں قوت حافظہ بڑھاتی ہیں۔

(۱) مسواک۔ (۲) روزہ۔ (۳) تلاوت قرآن۔ (احیاء العلوم)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا پس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں تو آخری آیت پر پہنچے۔ (ترمذی)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ جس شخص نے قرآن کریم پڑھا پھر اس کو حفظ کیا اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا حق تعالی شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں ایسے دس آدمیوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو۔ (ترمذی)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ قرآن کریم کے ہر حروف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ہے میں یہ نہیں کہتا ہے کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ دلوں میں زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے ارشاد فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ (مشکوٰۃ)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ میری امت کے بڑے لوگ اصحاب اللیل اور حملۃ القرآن ہیں۔ (مشکوٰۃ)

قرآن کریم پڑھوانے کی ذمہ داری خود اللہ تعالی پر ہی ہے

فرمایا کہ قرآن پاک پڑھنے میں جو حضرات تکلیف اٹھاتے ہیں ان کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ فرمایا کہ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ دیکھئے قرآن پاک کی ساری ذمہ داری اللہ تعالی پر ہے یہاں تک کہ اس کے پڑھوانے کی بھی ذمہ داری اللہ تعالی پر ہی ہے۔ اور قرآن کریم کے معانی ومقاصد بھی اللہ تعالی نے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ فرما کر اپنے ذمہ لے لی۔

(افادات زکیہ۔ص ۲۵ ملفوظات حضرت حاذق الامت)

علم تصوف کے شرعی دلائل

اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:

﴿وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ﴾

(الانعام/١٢٠)

(ترجمہ! اور ظاہری گناہ اور پوشیدہ گناہ سب چھوڑ دو)

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے:

اَلْمُرَادُ بِظَاهِرِ الْاِثْمِ اَفْعَالُ الْجَوَارِحِ وَبَاطِنِهٖ اَفْعَالُ الْقُلُوْبِ (تفسیر خازن جلد دوم/١٤٦)

(ترجمہ! ظاہری اعمال سے مراد اعضاء وجوارح کے اعمال اور باطنی گناہوں سے مراد دل کے اعمال ہیں)

لہٰذا انسانی اعمال کی تین قسمیں ہیں۔

☆ وہ اعمال جن کا تعلق صرف انسان کے ظاہر سے ہے مثلاً:

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾

(ترجمہ! کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو)

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

(ترجمہ! آپ کہہ دیجئے ایمان والوں سے کہ نگاہیں نیچی رکھیں)

﴿فَاعۡتَزِلُوۡا النِّسَآءَ فِیۡ الۡمَحِیۡضِ﴾
(ترجمہ!عورتوں سے حیض کے دوران علیحدہ رہو)

☆ وہ اعمال جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے اور باطن سے بھی مثلاً نماز کے ظاہر کے متعلق فرمایا "وَاِذَا قَامُوۡا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوۡا کُسَالٰی" (ترجمہ!اور جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں) اور باطن کے متعلق فرمایا:یُرَاۗءُوۡنَ النَّاسَ (ترجمہ!انسانوں کے دکھانے کے لئے) اعمال کے ظاہری حصہ کا تعلق علم قال (فقہ) اور باطنی حصے کا تعلق علم حال سے ہے یہ دونوں علوم صحابہؓ نے شارع علیہ السلام سے سیکھے جس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

☆ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے علم کے دو برتن حفاظت میں لئے ایک کو لوگوں میں پھیلا دیا اور دوسرا اگر پھیلاؤں تو یہ گردن کاٹ دی جائے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوہریرۃؓ نے نبی کریم ﷺ سے دو علوم سیکھے یعنی ایک علم قال اور دوسرا علم حال۔

☆ سیدنا عمر بن خطابؓ کو جب دفن کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صحابہؓ کی ایک محفل میں کہا "آج دس میں سے نو حصے علم کے فوت ہو گئے" اس پر بعض صحابہ کرامؓ نے ناگواری کا اظہار کیا تو حضرت عبداللہ نے فرمایا "اس سے مراد حیض ونفاس کا علم نہیں بلکہ علم باللہ ہے" یہ جواب سن کر سب حضرات مطمئن اور خاموش ہو گئے پس اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع سکوتی ثابت ہوا اور صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کسی غیر شرعی بات پر ہرگز خاموش نہ رہتے وہ تو باطل کے خلاف ننگی تلوار تھے۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ! سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے علم کے ستر ابواب بتا رکھے ہیں اور میرے سوا یہ علم کسی اور کو نہیں بتایا'' (کتاب اللمع فی التصوف ۵٤ شیخ ابو نصر اسراجی طوسیؒ)

☆ صحابہ کرامؓ میں سے بعض حضرات ایسے بھی تھے جنہیں ایک خاص قسم کا علم خصوصیت کے ساتھ حاصل تھا حضرت حذیفہؓ کو منجملہ اور کئی باتوں کے منافقین کے ناموں کا علم تھا۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ علم راز میں بتایا تھا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ بھی ان سے دریافت کرتے تھے کہ کہیں میں تو ان میں سے نہیں ہوں۔

☆ بعض تابعین حضرات علم قال (فقہ) میں صحابہ کرامؓ سے بڑھے ہوئے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بعض اوقات مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے ''سعید بن المسیبؒ سے پوچھو'' حضرت انس بن مالکؓ فرمایا کرتے ''حسن بصریؒ سے پوچھو۔ انہوں نے مسئلے یاد کرر کھے ہیں ہم بھول گئے'' حالانکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ صحابہ کرامؓ کو یقین ومعرفت (علم حال) میں تابعین پر ایسی فضیلت حاصل تھی جیسا کہ سورج کو چراغ شب پر صحابہ کرام کے یقین کامل کا اندازہ اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے جسے حکیم ترمذیؒ نے شان الصلوٰۃ میں اور ابن الأثر نے اسد الغابہ میں نقل کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے ایک صحابیؓ سے پوچھا:

''اے حارث صبح کیسے کی؟ تو حارثؓ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اللہ پر سچے ایمان کی حالت میں صبح کی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے؟ اے حارث۔ بیشک ہر ایک شئے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے تیرے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ تو حارثؓ نے جواب دیا میں نے اپنے نفس سے علیحدگی

اختیار کی اور اسے دنیا سے پھیر دیا، جس کے نتیجے میں میری نظر میں اس دنیا کے پتھر، مٹی، سونا اور چاندی سب برابر ہو گئے ہیں میں رات کو جاگتا ہوں اور دن میں پیاسا رہتا ہوں میری یہ کیفیت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے عرش کو اپنے سامنے ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا میں جنت میں اہل جنت کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اور اہل جہنم کو چلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں''۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تو جان گیا ہے لہذا اسی پر قائم رہ''۔

حضرت علیؓ سے منقول ہے ''اگر جنت اور جہنم مجھے نظر بھی آ جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا'' حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں ان کی اہلیہ سے منقول ہے ''ابوبکرؓ کو لوگوں پر فضیلت نماز اور روزے کی کثرت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ دل کے یقین (معرفت) کی وجہ سے تھی'' اسی یقین اور معرفت کا نام علم حال (تصوف) ہے۔ یہ علم کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ خواہشات نفسانی کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے ''ہم نے تصوف کا علم قیل وقال کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا بلکہ دنیا اور اس کی لذتوں کے ترک کرنے سے حاصل کیا ہے''۔

پس ثابت ہوا کہ علم قال اور علم حال کی ندیاں سرچشمہ علوم نبوت سے ہی نکلی ہیں۔

شریعت کے تین اجزاء

☆ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں ملاّ حاجی محمد لاہوریؒ کو تحریر فرماتے ہیں ''شریعت کے تین حصے ہیں۔ (۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص۔ جب تک یہ تینوں اجزاء نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ جب شریعت متحقق ہو جاتی ہے تو حق تعالیٰ کی رضاء حاصل ہو جاتی ہے جو کہ تمام دنیاوی اور اخروی

سعادتوں سے بالاتر ہیں طریقت وحقیقت جس سے کہ صوفیاء ممتاز ہوئے ہیں دونوں (شریعت کے تیسرے حصے) یعنی اخلاص کی تکمیل میں شریعت کے خادم ہیں پس ان کی تحصیل صرف شریعت کی تکمیل کے لئے کی جاتی ہے۔ احوال ومواجداور علوم ومعارف جو اثناء راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ مقاصد میں سے نہیں ان سب سے گزر کر مقام رضاء تک پہنچنا چاہیۓ جو سلوک کا آخری مقام ہے اس لئے طریقت وحقیقت کی منزلوں کو طے کرنے کا مقصد تحصیل اخلاص (احسان) کے سوا کچھ نہیں ہے''۔ (جلد اول مکتوب سہ دشتم)

طالب آخرت

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

صاحبو! اللہ کے ہو جاؤ جیسا کہ نیک بندے اس کے ہو گئے تھے یہاں تک کہ اللہ تمہارا ہو جائے جیسا کہ ان کا ہو گیا تھا اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالی تمہارا ہو جائے تو اس کی اطاعت اور اس کے ساتھ صبر کرنے اور اس کے افعال پر جو تمہارے اور دوسروں کے اندر صادر ہوں راضی ہونے میں مشغول ہو جاؤ اور وہ لوگ زاہد بنے تھے دنیا میں اور جو کچھ اپنا مقسوم انہوں نے لیا تھا تقویٰ اور پرہیزگاری کے ہاتھوں سے لیا تھا پھر وہ طالب آخرت بنے اور جو اس کے کام تھے، وہ انہوں نے کیۓ اپنے نفسوں کا کہنا نہ مانا اور اپنے رب عزوجل کی اطاعت کی، انہوں نے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کی اور اس کے بعد دوسروں کے ناصح بنے۔ (مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ۲۹) مترجم مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

ذکر اللہ

صوفیاء کرام کے بیان میں ذکر کا جگہ جگہ ذکر آتا ہے۔ لہٰذا اس کی حقیقت معلوم ہونا چاہیۓ کہ اصطلاح صوفیا میں ذکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں تمام

غیر خدا کو بھول جاوے اور حضور قلب سے اللہ تعالیٰ کا قرب نزدیکی اور معیت حاصل کرے اسی کو حدیث قدسی میں فرمایا ہے۔

اَنَا مَعَ عَبۡدِیۡ اِذَا ذَکَرَنِیۡ تَحَرَّکَتۡ بِیۡ شَفَتَاہُ

کہ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور فرمایا ہے اَنَا جَلِیۡسٌ مَنۡ ذَکَرَنِیۡ کہ جو مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کا ہمنشین اور جلیس ہوتا ہوں۔

نیز حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بھی فرمایا ہے "سَبِّحُوۡا بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلاً" خدا کی صبح وشام تسبیح کرو حاصل یہ نکلا کہ بس پوری توجہ سے یادالٰہی میں اس طرح منہمک ہو کہ اپنے نفس سے بھی بیخبر ہوجائے اور اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ کا مصداق ہوجائے ذکر اس کی زندگی ہوجائے۔

انتباہ: یوں تو ذکر کی بہت قسمیں ہیں بہت صورتیں اور بہت طریق ہیں لیکن عزیزان من مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہوجانا ہے لہذا جس عمل سے یہ نفع حاصل ہوجائے وہی کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز وروزہ ہو یا درود شریف ہو یا کلمہ شریف کا ورد ہو یا تلاوت ہو یا اِسۡتِغۡفَارۡ ہو یا سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ہو یا اللہ اللہ ہو یا اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا ہے جب تک ذاکر اپنے آپ کو مٹا نہ دے۔ سو طالب خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہوجائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جاوے۔ جب طالب اس درجہ فنا کو ذکر میں مہمک ہو کر پہنچ جائیگا تو اخلاق حسنہ یعنی زہد توکل خلوت قناعت صبر وحلم رضاء وتفویض ان شاء اللہ تعالیٰ خود بخود حاصل ہوجائیں گے اور اس پر انوار الٰہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواس خمسہ مغلوب ومستور ہوجائیں گے اور

ذکر وذاکر دونوں فنا ہوجائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ رہ جائے گا بس مصداق ہوگا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کا کہ اللہ نے گواہی دی کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں وہی ہے وہی اس ذکر کی تلقین وتعلیم شیخ کرتا ہے اور ذکر کے لئے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا ہے اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ سب ذکروں میں لا الہ افضل ہے اسی واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم فرماتے ہیں۔ (شریعت وتصوف ۲۳۶/۲۳۷)

تلاوت تمام وظائف سے افضل ہے

مرشدی ومولائی حضرت حاذق الامتؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی تلاوت کرو چونکہ قرآن پاک تمام وظائف سے افضل واعلی ہے حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو آسمانی کتابیں چار ہیں زبور، توریت، انجیل، قرآن پاک۔

فرمایا کہ دیکھو تین کتابیں جو ہیں وہ صرف آسمانی احکامات ہیں ان کتابوں کو کتاب اللہ کہا جائے گا لیکن قرآن کریم جو ہے وہ کلام اللہ ہے۔

جب اللہ قدیم ہے تو ان کا کلام بھی قدیم ہے اس کو کون مٹا سکتا ہے کون بدل سکتا ہے کتابیں تو لوح محفوظ سے نقل ہوکر ارسال کردی گئی ہیں تو کتاب اللہ ہونا اور کلام اللہ ہونا دونوں میں فرق ہے۔

قرآن پاک کو کلام اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ (افادات زکیہ ۲۴) مرتب مولانا الطاف عزیز مظاہری

قرآن پاک کی حفاظت کی نیت کرے

فرمایا حضرت حاذق الامت نے کہ قرآن پاک سنانے کے لئے حفاظ قرآن کی حفاظت کی نیت کریں۔

فرمایا کہ نیب تو بدلتی رہتی ہے قرآن پاک کی حفاظت کی نیت سے تراویح میں قرآن پاک سنایا جائے جیسے بھی سنا سکیں جیسے پڑھتے ہیں ویسے ہی پڑھیں اور نفلوں میں بھی پڑھنا چاہئے۔

شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ تراویح میں سناؤ گے جو پیسے ملیں گے وہ ناجائز مال ہے اور سامع بن کر سنیں گے تب بھی اجرت لینا ناجائز ہے تو دونوں شکل ہی چھڑا دیتا ہے اور دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تلاوت کرو یہی اچھا ہے۔ان وسوسوں کے بعد قرآن پاک سے شغل نہیں رہتا اور دوری ہو جاتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا.

(افادات زکیہ/۲۵)مرتب مولانا الطاف عزیز مظاہری

☆......☆......☆

ثبوت بیعت

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحاً قَرِیْباً (سورۃ فتح)

ترجمہ! یقیناً اللہ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جو آپ سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے اور جان لیا ان کے دلوں میں جو کچھ تھا ان کے قلب میں اطمینان پیدا کردیا اور ان کو ایک لگے ہاتھ فتح دیدی۔

إِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُونَکَ إِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللَّہَ یَدُ اللَّہِ فَوْقَ أَیْدِیْھِمْ فَمَن نَّکَثَ فَإِنَّمَا یَنکُثُ عَلَی نَفْسِہِ وَمَنْ أَوْفَی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللَّہَ فَسَیُؤْتِیْہِ أَجْراً عَظِیْماً (سورۃ فتح:۱۰)

ترجمہ! جو لوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں وہ اللہ تعالی سے بیعت کررہے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر جو شخص عہد توڑیگا تو اس کے عہد توڑنے کا وبال اس پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر خدا سے عہد لیا ہے تو عنقریب خدا اس کو بڑا اجر دے گا۔

یَا أَیُّھَا النَّبِیُّ إِذَا جَاءکَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ عَلَی أَن لَّا یُشْرِکْنَ

بِاللّٰہِ شَیْئاً وَلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ أَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَأْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَفْتَرِیْنَہُ بَیْنَ أَیْدِیْھِنَّ وَأَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ إِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ ممتحنہ: ۱۲)

ترجمہ! اے پیغمبر ﷺ جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور اپنے بچوں کو نہ قتل کریں گی اور نہ کوئی اپنے سامنے کسی پر الزام تراشی کریں گی۔ اور مشروع باتوں میں سے آپ کے خلاف نہ کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجئے بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔

اس آیت میں مسلمان عورتوں سے ایک تفصیلی بیعت لینے کا ذکر ہے جس میں ایمان وعقائد کے ساتھ ساتھ احکام شرعیہ کی پابندی کا بھی معاہدہ ہے سابقہ آیات جن کے سیاق میں یہ آیت بیعت آتی ہے وہ اگرچہ ان مہاجرات کے ایمان کا امتحان کرنے کے سلسلہ میں ہیں اور یہ بیعت ان کے امتحان ایمان کی تکمیل ہے لیکن الفاظ آیت عام ہیں نو مسلم مہاجرات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ سب مسلمان عورتوں کے لئے عام ہیں اور واقعہ بھی اسی طرح پیش آیا کہ بیعت مذکورہ میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی صرف نو مسلم مہاجرات ہی نہیں دوسری قدیم عورتیں بھی شریک تھیں جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اور مسند بغوی میں حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا بن رقیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے چند دوسری عورتوں کی معیت میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ ﷺ نے جن احکام شرعیہ کی

پابندی کا معاہدہ اس بیعت میں لیا اس کے ساتھ یہ کلمات بھی تلقین فرمائے کہ فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ ۔ یعنی ہم ان چیزوں کی پابندی کا عہد اسی حد تک کرتے ہیں جہاں تک ہماری استطاعت طاقت میں ہے۔ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نقل کر کے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی رحمت وشفقت ہم پر خود ہماری ذات سے بھی زائد تھی کہ ہم نے تو بلا کسی قید وشرط کے عہد کرنا چاہا تھا آپ ﷺ نے اس شرط کی تلقین فرمادی تا کہ کسی اضطراری حالت میں خلاف ورزی ہو جائے تو عہد شکنی میں داخل نہ ہو۔ (تفسیر مظہری)

صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس بیعت نساء کے متعلق فرمایا کہ عورتوں کی یہ بیعت صرف گفتگو اور کلام کے ذریعہ ہوئی مردوں کی بیعت میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا دستور ہے عورتوں کی بیعت میں ایسا نہیں کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک نے کبھی غیر محرم کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ (مظہری)

اور روایات حدیث سے ثابت ہے کہ یہ بیعت نساء اس واقعہ حدیبیہ کے بعد ہی نہیں بلکہ بار بار ہوتی رہی یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز بھی رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی بیعت سے فارغ ہونے کے بعد کوہ صفا پر عورتوں سے بیعت کی اور پہاڑ کے دامن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے الفاظ کو دہرا کر نیچے جمع ہونے والی عورتوں کو پہنچا رہے تھے جو اس بیعت میں شریک تھیں۔

اس وقت بیعت ہونے والی عورتوں میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہندہ بھی داخل تھیں جو شروع میں حیاء کے سبب اپنے آپ کو چھپانا چاہتی تھیں پھر بیعت میں کچھ احکام کی تفصیل آئی تو بولنے اور دریافت کرنے پر مجبور ہو گئیں کئی سوالات کئے اور یہ واقعہ تفصیل سے تفسیر مظہری میں مذکور ہے۔ (معارف القرآن)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیعت نہ صرف عورتوں سے لیجاتی تھی، بلکہ مردوں سے بھی بیعت لیجاتی تھی جیسا کہ قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیات سے بھی معلوم ہوا اور احادیث مبارکہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ملاحظہ ہو۔

حضرت عبادۃ بن صامتؓ جو بدر میں شریک ہوئے ہیں اور لیلۃ عقبہ کے نقباء میں سے ایک ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (اس وقت آنحضرت ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت آنحضرت ﷺ کے اردگرد موجود تھی) مجھ سے بیعت کرو اس چیز پر کہ:

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گے۔
☆ چوری نہیں کرو گے۔
☆ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے۔
☆ کوئی بہتان نہیں باندھو گے جس کو اپنے ہاتھ اور پیروں کے درمیان میں گھڑو۔
☆ کسی معروف چیز میں نافرمانی نہیں کرو گے۔

پس جو اس عہد کو پورا کریگا اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کی خلاف ورزی کرے اس کو دنیا میں سزا مل جائے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے تو اس کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے چاہے اس کو معاف کرے اور چاہے اس کو سزا دے۔ (حیات ابرار ۲۱۳/۲۱۶)

☆☆☆

حقیقت بیعت

بیعت جو کہ اپنے اندر بیع کے معنی لئے ہوئے ہے شیخ کے ہاتھ بک جانا ہے جس میں اپنے شیخ کے ہاتھ احکام ظاہرہ وباطنہ کے التزام کے واسطے گویا بیع کر دیا جس کی حقیقت یہ ہے کہ طالب علم کو اپنے شیخ پر پورا اعتقاد اور کلی اعتماد ہو کہ یہ میرا خیر خواہ ہے جو مشورہ دے گا وہ میرے لئے نہایت نافع ہوگا اس پر پورا اطمینان ہو اس کی تجویز و تشخیص میں دخل نہ دے۔

یوں تو یقین رکھے کہ دنیا بھر میں میری جستجو اور میری تلاش میں میرے نفع کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نہیں اس کو اصطلاح تصوف میں وحدت مطلب کہا جاتا ہے بدوں اس کے بیعت ہونا نافع نہیں کیوں کہ اصلاح نفس کے لئے شیخ سے مناسبت شرط ہے اور مناسبت کی پہچان یہی ہے کہ اس کی تعظیم اور قول و فعل اور حال پر قلب میں اعتراض نہ ہو بالفرض اگر قلب میں اعتراض آوے تو رنجیدہ، ہو گھٹن ہو۔ عوام کے لئے بیعت کی صورت البتہ نافع ہوتی ہے بیعت سے ان کے قلب پر ایک عظمت اور شان شیخ کی طاری ہو جاتی ہے جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اس قول کو باوقعت سمجھ کر اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے خواص کے لئے کچھ مدت کے بعد بیعت نافع ہوتی ہے بیعت سے جانبین میں ایک تعلق وخلوص

پیدا ہوتا ہے شیخ سمجھنے لگتا ہے یہ ہمارا ہے اور مرید سمجھنے لگتا ہے کہ یہ ہمارے ہیں ڈانواں ڈول حالت نہیں رہتی ۔ (شریعت وتصوف/۲۶)

نفس کی اصلاح لازم ہے

پیران پیر دستگیرؒ فرماتے ہیں:

صاحبزادے! اوّل اپنے کو نصیحت کر اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کرنا، خاص اپنے نفس کی اصلاح اپنے ذمہ لازم سمجھ اور جب تک تیرے اندر کچھ اصلاح کی ضرورت باقی رہے دوسروں کی طرف مت جھک، تجھ پر افسوس ہے کہ خود ڈوب رہا ہے پھر دوسرے کو کیونکر بچائے؟ تو خود اندھا ہے دوسرے کا ہاتھ کس طرح تھامے گا؟ لوگوں کا ہاتھ وہی پکڑتا ہے جو بینا ہو اور ان کو دریا سے وہی نکال سکتا ہے جو خوب تیرنا جانتا ہو اللہ تعالیٰ تک لوگوں کو وہی پہونچا سکتا ہے جو اس کی معرفت حاصل کر چکا ہو اور جو خود ہی اس سے جاہل ہے وہ کیوں کر اس کا راستہ بتا سکتا ہے؟۔ (مواعظ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ/۲۹)

فکر اصلاح خود

ناقصین تو ناقصین، کاملین کو بھی فارغ و بےفکر ہو کر نہ بیٹھنا چاہئے مثل مبتدی کے اہتمام اصلاح اعمال اور اندیشہ تغیر احوال میں لگا رہنا چاہئے اسی میں خیر ہے فرمان الٰہی ہے۔

دلیل: اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ

خدائے تعالیٰ کی پکڑ سے سوائے ان کے جن کی شامت ہی آگئی ہو اور کوئی بےفکر نہیں ہوتا۔

تقویٰ سے کبھی غفلت نہ ہو

شریعت مقدسہ نے اس کا خاص اہتمام فرمایا ہے اور اس پر بہت زور دیا ہے چنانچہ سب سے آخری آیت قرآن پاک میں جو نازل ہوئی تقویٰ ہی کے بارے میں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوْا يَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ! ڈرو اس دن سے جب تم لوگ اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یہی تقوی کمال ایمان ہے اسی کو کہا جاتا ہے۔

غافل مرد کہ مرکب مرداں راہ را
در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگاہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

فرمارہے ہیں کہ غافل ہو کر مت چل کہ بڑے بڑے شہسواروں کے گھوڑوں کے پاؤں سنگلاخ وادیوں میں قلم کردیئے گئے اور نا امیدی بھی نہ ہو جائے کہ رند بادہ نوش، شرابی لوگ ایک ہی نالہ آہ توبہ میں منزل پر پہنچ گئے، کامیاب ہو گئے، واصل مقصود ہو گئے۔

انتباہ: آیات واحادیث اور کلام اہل اللہ میں تکبر اور ناز کو پوری طرح توڑ دیا ہے کہ اپنی ہمت اور عبادت پر ناز نہ کرو بڑے بڑے عابدین اس ناز کے باعث راندہ درگاہ ہو گئے ہیں سب سے پہلی مثال شیطان ابلیس کی ہے اور اسی طرح بالکل نا امیدی بھی ختم کردی گئی کہ بعض دفعہ بیحد گنہگار بھی اللہ تعالی کی عنایت سے ایک آہ میں منزل مقصود کو پہنچ گئے کیا نہیں معلوم کہ فضیل بن عیاض جو کہ شیخ تھے حضرت ابراہیم بن ادہم کہ پہلے ڈاکوؤں کے سردار تھے پھر آہ توبہ وندامت سے کیا ہو گئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہوئے اور مجلس فقہ کے بیس افراد میں سے یہ بھی ایک فرد ہوئے بڑے اولیاء میں سے ہوئے۔

بشر حافی اور حبیب عجمیؒ کیا سے کیا ہو گئے

پہلے نہایت درجہ شرابی تھے کہ اکثر شراب خانہ میں رہتے تھے لیکن جب دل پر ندامت کی چوٹ پڑی تو بس آہ سرد سے اس درجہ کے ہو گئے کہ چرند اور پرند کو حکم الٰہی ہوا کہ جہاں بشر حافی کے قدم پڑیں وہاں تمہاری بیٹ، لید، گوبر نہ پڑے، اللہ اللہ اسی طرح حبیب عجمیؒ بڑے سود خور تھے کہ آج کی دنیا میں ایسا سود خور شاید ہی کوئی ہو لیکن جب دل پر خوف حق کی چوٹ پڑی اور توبہ وندامت کے ساتھ حسن بصری کے ہاتھ پر توبہ کر کے کس مرتبہ پر پہنچ گئے اللہ اکبر! ایسے بہت سے واقعات ہیں تو ناز کیسا اور ناامیدی کہاں؟ کمی ہے تو اپنی، غفلت ہے تو اپنی۔ (شریعت وتصوف ۲۱۲/۲۱۳)

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ایمان والا بندہ

حضرت شیخ جیلانیؒ فرماتے ہیں: صاحب زادے! تقویٰ کو ضروری سمجھ شریعت کے حدود کو اپنے اوپر لازم سمجھ، نفس، خواہش اور شیطان اور برے ہم نشینوں کی مخالفت کا پابند ہو ایمان والا بندہ ہمیشہ ان کے ساتھ جہاد میں رہتا ہے کہ نہ اس کے سر سے خود ہٹتا ہے نہ تلوار نیام میں جاتی ہے اور نہ اس کے گھوڑے کی پیٹھ اس کی زین سے خالی ہوتی ہے ان کا سونا اہل اللہ کی طرح غلبہ کی حالت میں ہوتا ہے فاقہ ان کی خوراک ان کا کلام عبادت ہوتا ہے گونگا رہنا ان کی عادت ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ تقدیر خداوندی ان کو بلواتی ہے اللہ کا فعل ہی ان کو بلاتا اور ان کے لبوں کو حرکت دیتا ہے ان کا بولنا دنیا میں ایسا ہے جیسے اعضاء کل کو قیامت کے دن بولیں گے کہ خدا

ہی ان کو گویائی عطا فرماتا ہے جو ہر بولنے والے کو گویائی بخشتا ہے وہی ان کو بھی گویا کرتا ہے جیسا کہ پتھر کو گویائی دے دیتا ہے ان کے لئے بولنے کے اسباب مہیا فرما دیتا ہے پس وہ بولنے لگتے ہیں جب ان سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو ان کو اس کے لئے تیار کر دیتا ہے، اس نے چاہا کہ مخلوق کو بشارت وتہدید کی تبلیغ ہو کہ ان پر محبت قائم ہو سکے تو انبیاء مرسلین کو گویائی عطا فرمائی پھر جب ان کو اپنے پاس بلا لیا تو علماء میں سے جو اپنے علم پر عامل تھے کھڑا کر دیا پس ان کی طرف سے وہ باتیں پہنچانے کے لئے جو مخلوق کے حق میں مفید ہیں ان کو گویائی بخشتا ہے جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے ''علماء انبیاء کے وارث ہے''۔ (مواعظ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ ۳۱/۱)

موجودہ پریشانیوں کے حل کا سہل نسخہ

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ فرماتے ہیں:

☆ ایک گناہ اور ایک سنت روزانہ یاد کرنا اور آپس میں گھر کے لوگوں کا بھی دور کرنا اور اگلے روز اس کے سننے سنانے کا بھی اہتمام کرنا یاد نہ ہونے پر سبق آگے نہ دینا جو یاد کرایا ہے وہ یاد ہو جانے پر آگے سبق دیدینا۔

☆ ہر شخص کو تین سو مرتبہ درود شریف تین سو مرتبہ استغفار کا پڑھنا اگر کسی روز کوئی عذر ہو تو اس کا دسواں حصہ پڑھنا۔

☆ تَعْلِیْمُ الدِّیْنِ وَحَیَاتُ الْمُسْلِمِیْنَ جَزَآءُ الْاَعْمَالِ حُقُوْقُ الْاِسْلَامِ، حکایات صحابہ میں سے تھوڑا تھوڑا روزانہ گھر میں بھی سنانے کا اہتمام کرنا اور حیات المسلمین سے گناہوں کا بیان بھی تھوڑا تھوڑا روز سنانا۔

☆ اہل علم حضرات ومشائخ سے ملنے کا اہتمام رکھنا۔

☆ روزانہ ہر شخص نماز کے اوقات میں یہ سوچا کرے کہ ایک دن کو یہاں سے جانا ہے اور اس کی کیا تیاری کی ہے۔

☆ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان لوگوں کو نماز کی پابندی کرانا اور اس کی نگرانی کا نظام بنانا۔

☆ ہر ضرورت کے لئے دعاء کا اہتمام کرنا اپنی اصلاح اور گھر والوں اور بستی والوں اور سارے عالم والوں کی اصلاح کے لئے بھی دعاء کرتے رہنا۔

ابرارالحق (ماخوذ حیات ابرار)

مناسبت شیخ

تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ فیض باطنی کے لئے پیر و مرید کی باہمی مناسبت فطری شرط ہے کیونکہ نفع عادتاً الفت پر موقوف ہے جو مناسب فطری کی حقیقت ہے اور یہی مناسبت ہے جس کے نہ ہونے پر مشائخ طالب کو اپنے پاس سے بعض دفعہ دوسرے شیخ اور مصلح کیپاس مناسبت ظن یا کشف سے معلوم ہونے پر بھیج دیتے ہیں، کیونکہ اس طریق میں مصلح کے ساتھ مناسبت ہونا ضروری چیز ہے بدون مناسبت کے طالب کو نفع نہیں ہوسکتا اور مناسبت شیخ جو افادہ واستفادہ کا مدار ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ شیخ سے مرید کو اس قدر نسبت ہو جائے کہ شیخ کے کسی قول و فعل سے مرید کی سب باتیں پسند ہوں اور یہی مناسبت بیعت کی شرط ہے لہذا پہلے مناسبت پیدا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے اس کی سخت ضرورت ہے جب تک یہ نہ پیدا ہو مجاہدات، ریاضیات، مراقبات و مکاشفات سب بے کار ہیں کوئی نفع نہ ہوگا اگر طبعی مناسبت نہ ہو تو عقلی پیدا کر لی جائے اس پر نفع موقوف ہے اس لئے جب تک پوری مناسبت نہ ہو بیعت نہ کرنی چاہئے۔ (شریعت وتصوف/۳۱)

تواضع

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾

یعنی اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کے مزاج میں تواضع ہیں تمام امور میں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ﴾

یعنی جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی عطاء کرے گا۔

ماہیت تواضع

تواضع کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے کو لاشے اور ہیچ سمجھے اپنے کو رفعت کا اہل نہ سمجھے اور اپنے سچ مٹانے کا قصد نہ کرے اس کی اصل مجاہدہ نفس ہے۔

تشریح: تواضع صرف اس کا نام نہیں ہے کہ زبان سے اپنے کو خاکسار، نیازمند، ذرہ بے مقدار کہہ دیا اور بس، بلکہ تواضع یہ ہے کہ اگر کوئی تم کو ذرہ بے مقدار کہہ کر برا بھلا کہے اور ذلیل کرے تو تم کو انتقام کا جوش پیدا نہ ہو اور نفس کو یوں کہہ کر سمجھاؤ کہ واقعی ایسا ہی ہے پھر کیوں برا مانتا ہے اور کسی کی برائی سے کچھ رنج واثر نہ ہو یہ تو تواضع کا اعلیٰ درجہ ہے کہ تعریف اور برائی برابر ہو جائے نہ کہ طبعاً کیونکہ طبعاً تو مساوات ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ تو غیر اختیاری ہے البتہ اختیاری امور میں تواضع اختیار کرے اور اسی کا انسان مکلّف بھی ہے اتفاق کی اصل تواضع جن دو شخصوں میں

تواضع ہوگی ان میں نااتفاقی نہیں ہوسکتی تواضع میں جذب اور کشش کی خاصیت ہے تواضع کی طرف خود کشش ہوتی ہے بشرطیکہ صحیح تواضع ہو۔

طریق تحصیل تواضع

تواضع پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو سب سے کمتر اور حقیر جانے اللہ تعالیٰ کی کبریائی ہر وقت پیش نظر اور مستحضر رہے اور یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ کو تکبر سے نفرت ہے تو متکبر سے ضرور نفرت ہوگی اور تواضع و عاجزی پسند فرماتے ہیں تو متواضع کو بھی پسند فرمائیں گے۔ (شریعت وتصوف/۱۰۰)

تقویٰ دین کی پوشاک ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

صاحبو! اپنی ساری حالتوں میں تقویٰ اختیار کرو کہ تقوی دین کی پوشاک ہے اپنے دین کی پوشاک مجھ سے مانگو میری اتباع کرو کہ میں جناب رسول ﷺ کے طریقے پر ہوں میں آپ کا تابع ہوں کھانے میں بھی، پینے میں بھی، مباشرت میں بھی اور آپ کے جملہ احوال اور امور میں بھی جن کی طرف آپ اشارہ فرمایا کرتے تھے۔ میں ہمیشہ اسی طرح (تم کو نصیحت کرتا رہوں گا) یہاں تک کہ حق تعالیٰ کو جو کچھ میرے وجود سے مقصود ہے وہ پورا ہوجائے (کہ مخلوق کو ہدایت یافتہ ہوتا ہوا اپنی نگاہ سے دیکھ لوں) پس میں اسی حالت پر رہوں گا اور بحمد اللہ کچھ فکر نہ کروں گا نہ تیری مدح کا فکر کروں گا اور نہ تیری ہجو کا، نہ تیری دادودہش کا، نہ بخل کا، نہ تیری بھلائی کا، نہ برائی کا اور نہ تیری توجہ کا اور نہ بے توجہی کا تو ناواقف ہے اور ناواقف کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے کیونکہ وہ جہالت سے ملی ہوتی ہے اور جہالت ازسرتاپا خرابی ہے جناب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جس نے جہالت کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت کی تو جتنا وہ سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑیگا'' جب تک تو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی اتباع نہیں کریگا ہدایت یافتہ نہیں بن سکے گا تو مشائخ و کتاب وسنت کے عالم کے پاس نشست و برخواست کو بنا یقیناً فلاح پائے گا جب تو نہ کتاب وسنت کی اتباع کرے گا اور نہ ان مشائخ کی جن کو کتاب وسنت کی معرفت حاصل ہے تو کبھی فلاح نہیں پائے گا خود کو مہذب بنا اپنی اصلاح میں مشغول ہو اس کے بعد دوسروں کی طرف مشغول ہونا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اول اپنے نفس کا خیال کر اس کے بعد اہل وعیال کا''۔ (مواعظ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ/۲۴۵)

انسان کی سب سے بڑی سعادت اپنے نفس کو پاک کرنا ہے

تمام انبیاء اور پیغمبر علیہ السلام کی بعثت کا مقصد یہی رہا ہے کہ اپنے زمانے کے انسانوں کو کفر وشرک اور دوسری باطنی اور ظاہری نجاستوں سے پاک کریں باطل اور فاسد عقیدوں کی گندگی کو دھوئیں اور تمام اخلاق ذمیمہ بخل، تکبر، حسد وغیرہ کی غلاظت کو دھوکر انسانی نفوس کو اخلاق فاضلہ سے مزین کریں حق تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

ترجمہ! احسان کیا ہم نے مومنوں پر کہ بھیجا انہیں میں سے ایک رسول جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے نفس کو پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾

ترجمہ! جو شخص دنیا میں معرفت حق سے اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور آخرت کا معاملہ ایسا ہے کہ انسان اگر مرتے وقت اچھی صفت لے کر جاتا ہے تو ہمیشہ ان پاکیزہ صفات کی بدولت خوش وخرم اور سرخرو رہے گا اور بری صفات پر مرا تو پھر ابدالاباد تک اس کو افسوس اور ندامت ہوتی رہے گی۔ (آئینہ سلوک ۸۵)

ترک دنیا سے کیا مراد ہے

سلوک وتصوف کی کتابوں میں ترک ماسوا اور ترک دنیا کو وصول الی اللہ کی شرط قرار دیا گیا ہے لیکن یہ ترک دنیا اس طرح نہیں ہے جس طرح نصاریٰ کے یہاں رہبانیت ہے کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر پہاڑ کی چوٹی یا کسی غار میں جا بیٹھے اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ اسلام جس ترک دنیا کی ترغیب دیتا ہے وہ اللہ کے تعلق پر غالب آجائے خصوصاً وہ لوگ جو حق تعالی کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور طریقت کی راہ میں گرم سفر ہیں ان کے لئے تو یہ لازم ہے کہ ان کا قلب غیر اللہ کی محبت اور تعلق سے آزاد ہو جائے قاعدہ ہے کہ اگر برتن کسی شئے سے بھرا ہوا ہو اور ہم کوئی دوسری شے اس میں ڈالنا چاہیں تو پہلی شے کو نکالنا پڑے گا اس قاعدے کی بناء پر جب تک غیر اللہ کی محبت اور تعلق کی گرفتاری سے دل آزاد نہیں ہوگا اللہ تعالی کی محبت اور تڑپ اس میں کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ (آئینہ سلوک ۸۹)

کبھی فناء نہ ہونے والا خزانہ

صاحبزادے! ساتھ نہ دے نفس کا اور نہ خواہش کا اور نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا اور نہ پیچھے پڑنا سوا اللہ کے پس ایسا خزانہ پائے گا جو کبھی فنا نہ ہوگا اور حق تعالیٰ کی

طرف سے تیرے پاس وہ ہدایت آئے گی جس کے بعد گمراہی نہ ہوگی۔ توبہ کر اپنے گناہوں سے اور بھاگ اپنے مولیٰ کی طرف جب تو توبہ کرے تو چاہئے کہ تیرا ظاہر بھی توبہ کرے اور باطن بھی، توبہ حکومت کی کایا پلٹ ہے معصیتوں کے کپڑے اتار ڈال، خالص توبہ کر اللہ سے حقیقی حیا کر کے۔ (مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۴۳/)

تصوف مشاہیر امت کی نظر میں

☆ شیخ ابو طالب مکیؒ قوت القلوب میں لکھتے ہیں۔

”هُمَا عِلْمَانِ اَصْلِيَانِ لاَيَسْتَغْنِىُ اَحَدُهُمَا عَنِ الْآخِرَ بِمَنْزِلَةِ الْاِسْلاَمِ وَالْاِيْمَانِ مَرْتَبَهُ كُلُّ مِنْهُمَا بِالْآخِرِ كَالْجِسْمِ وَالْقَلْبِ لاَيَنْفَكُّ اَحَدٌ مِنْ صَاحِبِه“

ترجمہ! دونوں علوم اصلی ہیں جو ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہیں بمنزلہ اسلام اور ایمان کے، ہر ایک دوسرے کے ساتھ بندھا ہوا ہے جیسے جسم اور قلب کہ ان میں سے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتا۔

☆ شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ لکھتے ہیں۔

”اَلشَّرِيْعَةُ ظَاهِرُ الْحَقِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةُ بَاطِنُ الشَّرِيْعَةِ وَهُمَا مُتَلاَزِمَتَانِ لاَ يُتِمُّ اَحَدُ هُمَا اِلاَّ بِالْآخِرِ“

ترجمہ! شریعت حقیقت کا ظاہر اور حقیقت شریعت کا باطن ہے دونوں لازم وملزوم ہیں اور ایک کے بغیر دوسرے کی تکمیل نہیں ہوتی۔

☆ حضرت امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں۔

”مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ نَتَصَوَّفُ فَقَدْ تَفَسَّقَ مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهُ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ“

ترجمہ! جس نے علم فقہ حاصل کیا مگر علم تصوف حاصل نہ کیا اس نے فسق کیا جس نے علم تصوف حاصل کیا مگر علم فقہ حاصل نہ کیا وہ زندیق ہوا جس نے ان دونوں علوم کو جمع کیا پس وہ محقق ہوا۔

☆ سید اولیاء حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تحریر فرماتے ہیں:

"بعض جہلاء جو کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے محض ان کی کم فہمی ہے طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں صفائی قلب کفار کو بھی حاصل ہوتی ہے قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے آئینہ زنگ آلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے لیکن فرق نجاست و طہارت کا ہے ولی اللہ کو پہچاننے کے لئے اتباع سنت کسوٹی ہے جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے تو محض بے ہودہ ہے خرق عادات تو دجال سے بھی ہوں گے۔" (رجوم المذنبین ۱۲۹)

لہٰذا سالک کو چاہئے کہ علم تصوف ان حضرات سے سیکھے جن کا علم و عمل اور قال و حال کتاب و سنت کے عین مطابق ہو جاہل و بے عمل صوفیاء کی بے ہودہ باتوں پر ہرگز ہرگز فریفتہ نہ ہو عربی کا مشہور مقولہ ہے "خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ (یعنی جو صاف ہے وہ لے لو اور جو گندہ ہے اسے چھوڑ دو)۔ (سلوک و تصوف ۱۰۹) (حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی)

اصلی مقصد آخرت

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ اپنے ایک مکتوب بنام عبدالعزیز خان میں فرماتے ہیں:

"سچ تو یوں ہے کہ اصل مقصود تو آخرت ہے اور بندہ کو عبادت اور بندہ پن ظاہر کرنے کو پیدا کیا گیا ہے مگر مشکل یہ ہوئی کہ یہ قالب انسانی کھانے پینے کے بغیر

قائم نہیں رہ سکتا تو اس کا سامان مہیا کرنا ضروری ہوا پھر کھانے کے بعد بول وبراز اور شہوت لازم ہوئی اس کا سامان واجب ہوا اور ہم جنسوں سے ملے بغیر یہ سامان ہو نہیں سکتا لباس وغیرہ امور کا تقاضہ ہوا کہ گرمی سردی سے بچے اس کو حاصل کر کے اگر دیکھے تو اکثر اوقات انہیں اسباب میں خرچ ہوتے ہیں اور اصل مقصود جو تھا وہ کچھ بھی نہ رہا لہٰذا حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مجبور جان کر فقط پانچ وقت کی نماز مقرر کر دی اور اس تھوڑی عبادت کو قبول کر کے قائم مقام تمام دن رات کے ٹھہرا دیا اب اگر بندہ عقلمند ہوا تو اس نے جانا کہ یہ سب کمانا اور محنت کرنا بندگی کے لئے سامان عبادت ہے اور اسی نیت سے سب کام کرتا ہے کہ عبادت کے لئے فراغت حاصل ہو تو اس کا یہ سارا کام اور ساری دوڑ دھوپ عبادت ہوگئی اور اگر بندہ بے وقوف کوڑھ مغز نکلا وہ سمجھا کہ یہ سب کام اور اسباب میری راحت اور عیش کے لئے ملے ہیں تو اس کا سارا کمانا، محنت، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، محض لذت دینا ہے''۔ (مکتوب رشیدیہ)

اسی لئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''آخرت کی کامیابی کے لئے قلب کی اصلاح ضروری ہے''۔

(مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۵/)

☆......☆......☆

خداشناسی سے سلوک کے مدارج طے ہوتے ہیں

جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہے جس کے لئے خیر کا کوئی دروازہ کھولا جائے تو اسے چاہئے کہ اس کو غنیمت سمجھے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کب بند کر دیا جائے گا۔

صاحبو! خوش ہو اور غنیمت سمجھو زندگی کے دروازے کو جب تک کہ کھلا ہوا ہے وہ عنقریب بند کر دیا جائے گا غنیمت سمجھو نیکو کاریوں کو جب تک کہ تم ان کے کرنے پر قادر ہو غنیمت سمجھو توبہ کے دروازے کو اور اس میں داخل ہو جاؤ جب تک کہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے غنیمت سمجھو دعاء کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے غنیمت سمجھو اپنے دیندار بھائیوں کی روک ٹوک کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے ورنہ کوئی بھی تم کو بداعمالیوں سے روکنے یا نصیحت کرنے والا نہیں لوگو بنالو جو کچھ توڑ چکے ہو دھولو جس کو نجس کر چکے ہو سنوار لو جس کو بگاڑ چکے ہو صاف کر لو جس کو مکدر کر چکے ہو اور لوٹا دو جو کچھ لے چکے ہو اپنے فرار اور بھاگنے سے تائب ہو کر لوٹ آؤ اپنے مولا عزوجل کی طرف۔ (مواعظ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۵۴)

کثرت مال اور دنیا کی محبت انسان کو ہلاک کرتی ہے

حجۃ الاسلام شیخ محمد غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: شیطان جن راہوں سے ہو کر انسان کے قلب پر شب خون مارتا ہے اس طرح ہوتا ہے کہ پہلے تو مال و دولت کے حصول کی محبت اور امنگ حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتی اور اکثر مال کی آمد اور زیادتی حرام اور ناجائز راستوں ہی سے ممکن ہوتی ہے، پھر شیطان اس کو مال اور دولت کی کثرت دکھا کر طرح طرح سے خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے کہ گھر خوب اونچا بنا اس میں ایک باغ لگا اندر باہر سے خوب آراستہ کر فلاں جگہ کا پتھر لگا اور فلاں ملک سے دروازے منگا، کنیزیں دربان اور غلام ہر وقت دست بستہ رہنے چاہئیں تیرا لباس بھی بہت نفیس ہونا چاہئے فلاں ملک کا کپڑا خرید اور فلاں کھال کا جوتا بنوا پھر تیری سواری کے لئے خوب قیمتی اور دوسروں سے اچھی سواری ہونی چاہئے جب یہ سب میسر ہو جاتا ہے تو پھر ریا اور جذبہ تفاخر سر ابھارتا ہے اور شیطان کہتا ہے کہ اب مختلف قسم کی تقاریب کر اور اپنے ہم عصروں کو اپنے گھر بلا تا کہ تیری ریاست اور دولت کو دیکھیں اور تجھے بڑا سمجھیں اور تیری شان وشوکت کی داد دیں پھر اس سے تکبر اور غرور پیدا ہوتا ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں حسد، کینہ اور دشمنی جنم لیتی ہے غرض کہ ساری عمر شیطان اور نفس انہیں باتوں میں لگائے رکھتا ہے اور جب آدمی ایک بار ان لذات اور شہوات میں لگ گیا تو پھر شیطان دوبارہ ترغیب دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ خود انسان کو ایک چیز کے لئے دوسری اور دوسری سے تیسری پیدا ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ موت آجاتی ہے اور انسان روحانی اعتبار سے انتہائی مفلسی کی حالت میں مرجاتا ہے‘‘۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ جس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں ہے وہ بڑے امن میں ہے اور بڑا فارغ البال ہے لیکن اگر کسی طرح اس کو سو روپے ضرورت سے زیادہ مل جائیں تو اس کے دل سے دس ایسی ضرورتیں اور خواہشیں سر اٹھائیں گی کہ ہر ایک کے پورا کرنے کے لئے مزید سو سو روپے چاہئیں تو جس قدر اس کے پاس ہے اس سے کام نہ نکلے گا بلکہ نو سو کی اور ضرورت ہوگی حالانکہ جب بقدر ضرورت مال تھا تو بڑے امن میں تھا اور بے پرواہ تھا وہ تو یہی سمجھتا ہے کہ سو روپے ملنے سے مجھے تونگری اور مالداری حاصل ہوگئی مگر اس کی خبر نہیں کہ سو روپے ملنے سے نو سو روپیوں کا محتاج ہو گیا۔ (احیاء العلوم)

اولیاء اللہ کی نشانی اور پہچان

اللہ کے ولی کی نشانی یہ ہے کہ شریعت مطہرہ پر اس کو پوری پوری استقامت حاصل ہو کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اَوْلِیَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ یعنی صرف متقی ہی اللہ کے اولیاء ہیں اور اس ولی کا باطن ایسا ہو کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب بیٹھے تو اپنے دل کو خود بخود غیر سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل پائے امام نوویؒ نے نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی کیا نشانی ہے ارشاد فرمایا کہ اس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ (ارشاد الطالبین)

خلاصہ یہ کہ جس بزرگ کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے گناہوں کا احساس اور ان پر ندامت ہونے لگے اور نیک اعمال کرنے کا جذبہ بیدار ہو جائے اور دنیا کی لذتیں اور شہوتیں بے حقیقت و بے ثبات معلوم ہونے لگے اور آخرت کی فکر لگ جائے تو واقعی ایسا آدمی اللہ کا ولی ہے اور آج اس گئے گزرے زمانے میں بھی اس بات کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے کہ ایک شخص جو اللہ کی یاد سے غافل ہے اور دنیا کی تمام گندگیوں میں

ملوث ہے جب حسن اعتقاد اور خلوص دل سے ادب کے ساتھ کسی متبع شریعت بزرگ کی صحبت اختیار کرتا ہے تو آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اس کی ساری گندگیاں دور ہوتی جاتی ہیں اور کچھ ہی عرصے کے بعد ایسی تبدیلی رونما ہوتی ہے کہ لوگ بھی حیران رہ جاتے ہیں عادت واطوار، نشست برخاست، رفتار و گفتار، لباس اور وضع سب میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور وہ ذات ہی نہیں رہتی جو پہلے تھی گویا کہ روح وقلب مردہ تھے اور اب زندہ ہو گئے یہی ولی کی سب سے بڑی کرامت اور پہچان ہے پھر ولایت کے بھی درجات اور مراتب ہیں بعض اولیاء ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے کمال اور مرتبے میں تو بہت اونچے ہیں مگر دوسروں کو وہاں تک نہیں لے جاسکتے اور بعض کمال میں اتنے اونچے نہیں مگر تکمیلی تاثیر اتنی رکھتے ہیں کہ جس مرتبہ پر خود پہنچ گئے ہیں دوسروں کو بھی وہاں تک لے جاسکتے ہیں۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ (آئینہ سلوک/۱۷۹)

حقیقت میں آدمی کون ہے؟

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: صاحبزادے! بیدار ہو اس سے پہلے کہ اپنے اختیار کے بغیر بیدار ہو گا دیندار بن اور اہل دین سے مل جل، کیوں کہ حقیقت میں آدمی وہی ہیں، سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو اللہ عز وجل کی اطاعت کرے اور سب سے زیادہ نادان وہ ہے جو اس کی نافرمانی کرے۔ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاک آلود ہوں تیرے دونوں ہاتھ یعنی تو فقیر اور مستغنی بنے پس یہ بددعاء نہیں بلکہ دعاء ہے کہ کاش جب تو اہل دین سے ملے جلے تو سونا اور مٹی تیرے نزدیک برابر ہو جائے۔ (مواعظ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ/۶۵)

شیخ کامل کی پہچان

شیخ وہ ہے جو امراض باطنہ اخلاق رذیلہ وحمیدہ سے پوری واقفیت رکھے اور ان میں آپس کے التباس اور ان کے خواص وتاثرات کو پہچانے اور ان کے حصول وازالہ کی تدبیر پر مہارت رکھتا ہو ان اخلاق کے عروج ونزول سے واقف ہو نیز خواطر نفسانی، شیطانی وملکوتی وربانی سے پوری واقفیت رکھتا ہو، کہ ان خطرات کے درمیان تمیز کر سکے ان لئے شیخ کا صاحب فن اور صاحب ذوق اور مجتہد ہونا ضروری ہے اگر طریق کو محض کتب تصوف دیکھ کر یا لوگوں سے سن کر حاصل کیا ہو اور تربیت کرنے کے لئے بیٹھ گیا تو وہ مرید کے لئے مہلک ہے اس لئے کہ وہ طالب سالک کے حالات واردات وتغیر حالات کو نہیں سمجھتا جس کو ابن عربی نے شیخ کی علامات میں اجمالاً واختصارا بیان فرمایا ہے کہ شیخ کامل کی پہچان اجمالاً تین چیزیں ہیں۔(۱) دین انبیاء کا سا۔(۲) تدبیر اطباء کی سی۔(۳) سیاست بادشاہوں کی سی۔

جس کی تفصیل یہ ہے:

- ☆ بقدر ضرورت دین کا علم ہو خواہ تحصیل علم سے یا صحبت علمائے محققین سے۔
- ☆ کسی شیخ کامل صحیح السلسلہ سے مجاز ہو۔
- ☆ خود متقی پرہیزگار ہو یعنی ارتکاب کبائر سے اور صغائر پر اصرار سے بچتا ہو
- ☆ کافی مدت تک شیخ کی خدمت میں مستفیض ہوا ہو خواہ بمکاتبت خواہ بمجالست۔
- ☆ اہل علم وفہم اس کو اچھا سمجھتے ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔
- ☆ اس کی صحبت سے آخرت کی رغبت محبت الٰہی کی زیارت اور محبت دنیا سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔

☆ اس کے مریدین میں سے اکثر کی حالت شریعت کے مطابق ہو

☆ اس میں حرص وطمع نہ ہو۔

☆ خود بھی ذاکر وشاغل ہو۔

☆ مریدین کو آوارہ نہ چھوڑے بلکہ جب کوئی ان کی نامناسب بات دیکھے یا معتبر ذریعہ سے معلوم ہو تو روک ٹوک کرے اور ہر ایک کو اس کی استعداد اور حال کے مطابق سیاست کرے ہر ایک کو ایک لکڑی نہ ہانکے جس میں یہ علامات پائی جائیں وہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو شیخ بنائے اور اس کو اکسیر اعظم سمجھے اور اس کی زیارت وخدمت کو کبریت احمر جانے ان کمالات وعلامات کے بعد پھر شیخ کامل میں کشف وکرامات تصرف وخوارق تارک کسب ہونے کو ہرگز نہ دیکھے کہ ان کا ہونا شیخ کامل کے لئے ضروری نہیں۔ (شریعت وتصوف/۳۰)

شیخ کامل کی صفات عالیہ

مسند ارشاد پر بیٹھنے والوں میں چند صفات کا پایا جانا لازمی ہے۔

در کفے جامِ شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسناکی نداند جام و سنداں باختن

(ایک ہاتھ میں جام شریعت اور دوسرے ہاتھ میں صراحی عشق ہر خواہش پرست دونوں سے کھیلنا نہیں جانتا)

بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ شیخ کامل میں درج حدیث کی صفات بدرجہ اتم موجود ہونی چاہئیں: ''اَلتَّجَافِیُ عَنْ دَارِالْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةِ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادِ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ''.

(دھوکہ کے گھر سے دوری اختیار کرنا اور ہمیشہ کے گھر کی طرف متوجہ ہونا اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا)

سچی بات ہے کہ کمینی دنیا کا طلب گار شیخ طریقت بننے کا اہل نہیں ہوتا۔

مانا کہ شیخ وقت ہو پیر ہدی بھی ہو
پر یہ بھی مجھے بتاؤ کہ تم باخدا بھی ہو

بعض علماء نے شیخ کامل کی درج ذیل علامات بیان کی ہیں۔

(۱) صاحب نسبت (کسی بزرگ سے اجازت یافتہ ہو سلسلہ کے کام کے لئے مامور ہو۔

(۲) صاحب علم ہو (جاہل کی مثال اندھے کی سی ہے جو اندھے کو رہبر بنائے گا گڑھے میں گریگا۔

(۳) صاحب تصرف ہو (گویا وہ **الذین اذا ذکر الله** کا مصداق ہو)

(۴) صاحب ارشاد ہو (یہ صفت لازمی نہیں مگر بہتر ہے۔)

اگر یہ چار صفات نہ پائی جائیں تو ایسے شخص کو پیر نہ سمجھا جائے۔

علامہ ابن عربیؒ نے شیخ کامل کی تین صفات قلمبند فرمائی ہیں۔

(۱) دین انبیاء کا سا ہو۔

(۲) تدبیر اطباء کی سی ہو۔

(۳) سیاست بادشاہوں کی سی ہو۔ (تصوف وسلوک ۴۹/۴۸)

بابرکت صحبت

حضرت پیران پیر دستگیرؒ فرماتے ہیں: اے مخاطب! جب تو اس شخص کی صحبت اختیار کرلے گا جو تجھ سے تقویٰ اور علم وعمل میں بڑا ہے تو یہ صحبت تیرے لئے بابرکت

ہوگی اور جب ایسے کی صحبت اختیار کریگا جو تجھ سے عمر میں بڑا ہے مگر نہ اس کے پاس تقوی ہے نہ علم تو یہ صحبت تیرے لئے منحوس ہوگی اور غیر اللہ کے لئے (کسی گناہ کا) ترک کرنا ریا ہے جو شخص اس سے واقف نہ ہو اور اس کے خلاف کرے تو وہ مبتلائے ہوس ہے کہ عنقریب موت آئے گی اور اس کی ہوس کو کاٹ ڈالے گی تجھ پر افسوس اپنے دل کے ساتھ اپنے پروردگار عزوجل سے علاقہ جوڑو اور غیر اللہ سے توڑ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''جوڑ اس علاقہ کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اس سے سعادت پاؤ گے'' صاف رکھو وہ معاملہ جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے صالحین کے قلوب کی نگہداشت سے۔ (مواعظ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۸۷)

دنیا سے بے رغبتی

حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانیؒ قدس سرہ کے پاس کثرت سے فتوحات آیا کرتی تھیں اور اسی طرح آپ راہ خدا میں خرچ بھی کرتے رہتے تھے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو بے شمار مال نقد و جنس کی صورت میں خانقاہ میں موجود تھا اور آپ کے خلیفہ اور صاحبزادے شیخ صدر الدین نے حکم دیا کہ سب مال و متاع اور اجناس وغیرہ فقراء و غرباء میں تقسیم کرایا جائے اور خانقاہ میں جھاڑو پھیر دی جائے خدام نے عرض کیا کہ حضرت آپ کے والد صاحب کا تو یہ طریقہ نہیں تھا شیخ صدر الدین نے فرمایا میرے والد صاحب اس سانپ کا منتر جانتے تھے ان کو روا تھا کہ مال رکھیں مجھے اس کا منتر نہیں آتا اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ یہ سانپ ڈس کر مجھے ہلاک کر دیگا۔

الغرض خلاصہ تمام اقوال کا یہ ہوا کہ ترک دنیا کی اصل یہ ہے کہ انسان کا دل دنیا کی کسی شے کی محبت میں گرفتار نہ ہو خواہ وہ مال و دولت ہو بیوی بچے ہوں ریاست

وسرداری ہو کوئی اور شے ہو جب تک اس کا ہونا نہ ہونا برابر نہ ہو جائے ترک دنیا معتبر نہیں اس لئے ہر شخص کو عموما اور خدا کے طالبوں کو خصوصا چاہئے کہ ہر وقت اپنے دل کی نگہداشت کریں اور اس کی توجہ دنیا کی ہر شے سے ہٹا کر حق تعالی کی طرف رکھیں اور زبان حال سے یہ کہتے رہیں۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں
اس خانہ ہستی سے گذر جاؤں گا ایک روز
سایہ ہی تو ہوں نقش بہ دیوار نہیں ہوں

(آئینہ سلوک ر۱۳۵)

حضرت جنید بغدادی کی اپنے جنتی ساتھی سے ملاقات

خواجہ جنید بغدادیؒ نے ایک مرتبہ مناجات میں کہا یا اللہ آپ نے جو دو فریقوں کا ذکر کیا ہے کہ ﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ﴾ تو میں کس گروہ میں سے ہوں ہاتف نے آواز دی تو فریق فی الجنۃ میں سے ہے انہوں نے پھر کہا الٰہی جب یہ کرم کیا تو یہ بھی بتا دیجئے کہ بہشت میں میرا مصاحب اور ہم نشین کون ہوگا اس شہر کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا وہ چرواہے پہاڑ پر آپس میں مل کر رہ رہے ہیں خواجہ جنید بغدادیؒ پہاڑ پر گئے دیکھا چند چرواہے آپس میں مل کر رہ رہے ہیں خواجہ نے تین شب وہاں گذاری تا کہ اس چرواہے کا عمل دیکھیں جس سے اس کو یہ درجہ ملا انہوں نے دیکھا وہ سب پانچوں وقت باجماعت نماز ادا کرتے ہیں ایک امامت کرتا ہے باقی اقتدا کرتے ہیں اور بعد اداء فرض وسنن پھر اپنے مویشی چرانے میں مشغول ہو جاتے ہیں حضرت جنید بغدادیؒ نے پوچھا تمہارے درمیان

اس نام کا چرواہا کون ہے ایک بولا میرا نام ہے خواجہ اس کو الگ لے گئے اور کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں جنید ہوں وہ تعظیم کے لئے اٹھا اور کہا حکم کیجئے انہوں نے کہا حق تعالیٰ نے تیرے متعلق مجھ سے کہا ہے کہ جنت میں میرا مصاحب اور ہمنشیں ہوگا میں یہ دیکھنے آیا تھا کہ تو کون سا ایسا عمل کرتا ہے کہ جس سے تجھ کو یہ درجہ ملا میں تین دن سے یہاں مقیم ہوں سوائے پنج وقتہ نماز باجماعت میں نے تمہارا کوئی عمل نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہے تمہارا کوئی باطنی عمل ضرور ایسا ہوگا جس سے تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنے مقرب ہو مجھے وہ عمل بتاؤ؟

چرواہے نے جواب دیا اے خواجہ جنید، میں ایک مرد جاہل عام آدمی ہوں میں نہیں جانتا درجہ کسے کہتے ہیں اور باطن کیا ہوتا ہے مگر مجھ میں دو خصلتیں ہیں شاید وہی اللہ کو پسند ہوں ایک یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ ان سب پہاڑوں کو سونے کا بنادے اور میرے قبضۂ تصرف میں دے دی پھر اگر وہ میرے پاس سے جاتے رہیں تو مجھ کو ان کے نہ ہونے سے ذرہ برابر بھی غم نہ ہوگا دوسرے یہ کہ اگر کوئی مجھ پر ستم کرنے یا احسان کرے تو میں یہ سب اس کی طرف سے جانتا ہوں اور اسی کو فاعل حقیقی سمجھتا ہوں خواجہ جنید نے یہ سن کر کہا کہ اے عزیز یہی دونوں باتیں تو سب نیکیوں کی جڑ ہیں بیشک انہیں کی برکت سے تم بہشت میں میرے مصاحب اور ہم نشیں ہوگے۔

سونے کے پہاڑ بھی مل جائیں اور پھر میرے ہاتھ سے نکل جائیں تو مجھے ذرہ برابر بھی غم نہیں ہوگا اس کے یہی معنی ہیں کہ میرا دل ان کی محبت میں گرفتار نہیں ہے اور اسی کو ترک دنیا کہتے ہیں۔ (خیر المجالس)

☆......☆......☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق محتاط اور باادب رہنے کی ضرورت

اس سے پہلے کہ اس سلسلہ میں کچھ عرض کروں یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ یہ سیر سلوک معارف وحقائق ولایت وقطعیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور حلقہ بگوشی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے دونوں جہاں کی سعادت کا سرمایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں پوشیدہ ہے اگر دوزخ سے نجات مطلوب ہے تو وہ بھی آپ کی متابعت سے وابستہ ہے اگر جنت کی طلب ہے تو وہ بھی آپ کی ملازمت سے نصیب ہوتی ہے اگر حق تعالیٰ کی رضا درکار ہے تو وہ بھی حضور ہی کی رضا کے صدقے میں ملے گی۔ توبہ زہد وتوکل آپ کے نقش قدم پر چلے بغیر مقبول نہیں اور آپ کے توسل کے بغیر اذکار وافکار ذوق وشوق اور مقامات سلوک کی امید نہیں کی جاسکتی۔

تمام انبیاء علیہ السلام آپ کے سرچشمہ آب حیات کے ایک پیالے سے سیراب ومستفید ہیں اور تمام اولیاء اللہ آپ کے علوم کے بے پایاں سمندر کے ایک گھونٹ پر قناعت کرتے ہیں فرشتے آپ کے طفیلی اور آسمان آپ کی حویلی ہے وجود کا رشتہ آپ کے ساتھ منسلک اور ایجاد کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مربوط اور ربوبیت کا ظہور

آپ ﷺ کے ساتھ وابستہ ہے۔آپ کا نور مبارک ہر نور کی اصل ہے سب آپ ہی کے نور سے تاباں اور آپ کے احسانوں میں دبے ہوئے اور آپ کی ہدایت کے گہوارے میں پرورش پانے والے ہیں کسی کا سنگ دل گوہر نہیں بنا جب تک اس پر آفتاب محمدی ﷺ نہیں چمکا اور کسی غواص نے معرفت الٰہی کا موتی نہیں حاصل کیا جب تک آپ کی محبت کے بحر محیط میں غوطہ نہیں مارا خدا پر ایمان لانا مقبول نہیں جب تک آپ ﷺ پر ایمان نہ لایا جائے، خدا تک پہنچنا ناممکن جب تک آپ کے در کی چوکھٹ سے پروانہ راہداری نہ ملے، جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی سچ تو یہ ہے کہ آپ کی تعریف کا حق کسی سے ادا ہو ہی نہیں سکتا اور کوئی کما حقہ آپ کو پہچان ہی نہیں سکتا۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

غرض کہ آنجناب ﷺ کے مرتبہ علیا اور مقام عالی کی معرفت اسی کو زیبا ہے جس نے آپ ﷺ کو یہ مرتبہ اور کمالات عطاء فرمائے انسانوں نے جتنی آپ ﷺ کی تعریف کی ہے وہ آپ ﷺ کے مرتبہ سے بہت کم ہے۔

چراغ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے
زبان کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار
تو بہترین خلائق میں بد ترین جہاں

(آئینہ سلوک/۴۸)

خانقاہوں کی قرآن واحادیث سے دلیل

انسان کی ظاہری آنکھ کی بینائی کو بصارت کہتے ہیں اور باطنی آنکھ کی بینائی کو بصیرت کہتے ہیں خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے سے انسان کی بصیرت چھن جاتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَاِنَّهَا لاَ تَعْمَى الْاَبْصَارَ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِىْ الصُّدُوْرِ﴾

ترجمہ! بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں دل اندھے ہو جاتے ہیں۔

امام نسفیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

﴿اَىْ فَمَا عَمِيَتْ اَبْصَارُهُمْ عَنِ الْاَبْصَارِ بَلْ قُلُوْبُهُمْ عَنِ الْاِعْتِبَارِ وَلِكُلِّ اِنْسَانٍ اَرْبَعُ اَعْيُنٍ عَيْنَانِ فِىْ الرَّأْسِ وَعَيْنَانِ فِىْ الْقَلْبِ فَاِذَا اَبْصَرَتْ مَا فِىْ الْقَلْبِ وَعَمِىَ مَافِىْ الرَّأْسِ لَمْ يَضُرُّهُ وَاِنْ اَبْصَرَ مَافِىْ الرَّأْسِ وَعَمِىَ مَا فِىْ الْقَلْبِ لَمْ يَنْفَعُهُ﴾ (تفسیر نسفی جلد دوم صفحہ ۱۰۷۹)

ترجمہ! پس ان کی آنکھیں دیکھنے سے اندھی نہیں ہوئیں بلکہ دل عبرت حاصل کرنے سے اندھے ہوئے اور ہر انسان کی چار آنکھیں ہیں دو سر میں اور دو دل میں جب دل کی آنکھیں بینا ہوں تو سر کی آنکھوں کا اندھا پن نقصان دہ نہیں اور اگر سر کی آنکھیں بینا ہوں اور دل کی آنکھیں اندھی ہوں تو یہ نقصان دہ ہے۔

سچ ہے کہ دل اندھا ہو تو چمکدار آنکھیں فائدہ نہیں دیتیں بقول شخصے

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

ذکراللہ ایسا تریاق ہے جو اندھے دلوں کو بینا بلکہ مردہ دلوں کو زندہ کر دیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (الحدید/۱۷)

ترجمہ! جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے خشک ہونے کے بعد تحقیق ہم نے بیان کر دی ہیں تمہارے لئے نشانیاں تاکہ تم سمجھو۔

اس آیت کی تفسیر میں امام نسفیؒ لکھتے ہیں۔

﴿قِيلَ هٰذَا تَمْثِيلُ اَثَرِ الذِّكْرِ فِي الْقُلُوبِ وَاِنَّهُ يُحْيِيهَا كَمَا يُحْيِي الْغَيْثُ الْاَرْضَ﴾

کہا گیا ہے کہ اس آیت میں ایک تمثیل بیان کی جارہی ہے کہ ذکر کا دل پر اثر ہوتا ہے اور ذکر سے دل اسی طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح بارش کے پانی سے زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

وہ جگہیں جہاں خوابیدہ دلوں کو جگانے کے لئے یعنی اندھے دلوں کو بینا کرنے کے لئے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے کے لئے ذکراللہ کی تعلیم دی جاتی ہے خانقاہیں کہلاتی ہیں کتاب وسنت سے ان خانقاہوں کے قیام کے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِي بُيُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (النور/۳۷)

☆ اس آیت کا ربط ماقبل آیت سے بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ لکھتے ہیں:

"اب آگے یہ بتلانا ہے کہ وہ اہل ہدایت کون لوگ ہیں اور نور ہدایت یعنی کہ وہ روشنی کہاں ملتی ہے؟ سو بتلاتے ہیں کہ روشنی مسجدوں اور خانقاہوں میں ملتی ہے جہاں صبح وشام اللہ کا ذکر ہوتا ہے"۔ (معارف القرآن جلد۵/صفحہ۱۳۲)

☆ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

"وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ" (ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے) اس تسبیح وتحلیل اور تلاوت قرآن پاک اور دیگر اذکار سب داخل ہیں ان گھروں سے مسجدیں اور خانقاہیں مراد ہے۔ (معارف القرآن جلد۵/صفحہ۱۳۲)

مفسرین کرام اس آیت کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اَلَّذِيْنَ اُحْصِرُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ هُمُ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْ الْجِهَادَ فَمَنَعَهُمْ مِنَ التَّصَرُّفِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ لِاِشْتِغَالِهِمْ بِهٖ ضَرْبًا فِيْ الْاَرْضِ لِلْكَسْبِ وَقِيْلَ هُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ" (تفسیر نسفی، جلد اول صفحہ۱۹۰)

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ لکھتے ہیں کہ:

اُحْصِرُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے تعلیم پانے اور شب وروز یاد الٰہی میں بہت سے صحابی گھر بار چھوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے جن کے فیض نے آنحضرت ﷺ کے بعد تمام عالم کو منور کیا۔ (تفسیر حقانی جلد دوم صفحہ۱۸)

☆ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ لکھتے ہیں کہ:

اُحْصِرُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو خدا کی راہ میں مقید اور پابند ہیں یعنی دین کی خدمت اور علوم ظاہری اور باطنی کے حاصل کرنے میں مشغول ہیں قرآن کریم حفظ

کرتے ہیں اور علم دین سیکھتے ہیں اور ظاہری اور باطنی دشمنوں کے جہاد میں لگے ہوئے ہیں ظاہری دشمن سے کفار مراد ہیں اور باطنی دشمن سے نفس امارہ مراد ہے جس طرح کافروں کی گردن کشی کے لئے جہاد وقتال بزرگ ترین عبادت ہے اسی طرح نفس کشی کے لئے مجاہدات اور ریاضات بھی عظیم ترین عبادت ہے حدیث میں ہے۔

" اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ"۔

☆ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں۔

اُحْصِرُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (ان فقراء کے لئے جن کو راہ خدا میں روک دیا گیا ہے یعنی ظاہری اور باطنی علوم کی تحصیل یا جہاد میں مشغول ہیں)۔ (تفسیر مظہری جلد دوم صفحہ ۷۷)

☆ سید امیر علی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

عرائس میں کہا کہ " قَوْلُهٗ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ "اس میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کی مجلس مراقبہ میں اپنے نفسوں کو روک رکھا ہے۔"لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ" یعنی اپنی معاش وحوائج ضروریہ تلاش کرنے کے واسطے اپنی مجالس مراقبہ سے جدا نہیں ہوتے ہیں اس جہت سے کہ ان پر حال کا زور ہے اور عشق کثرت سے طاری ہے کہ ان کو کمائی میں مشقت کی استطاعت نہیں رہی۔ (مواہب الرحمٰن جلد اول صفحہ ۹۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا"۔

ترجمہ! آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضاء جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیا کی

زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے نہ ہٹنے پائیں اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھ چکا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اصحاب صفہ جیسے درویشان اسلام اور اہل خرقہ یعنی گدڑی اور کمبل پوشوں کی مجالست مدارات اور خاطر داری کا حکم دیتے ہیں یہ درویشان اسلام صبح وشام اللہ کے ذکر اور دعاء میں مشغول ہیں اور ہمارے مخلص بندے ہیں اور اصحاب کہف نمونہ ہیں۔

☆ طبرانی شریف کی روایت ہے۔

"عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حَنِيْفٍ قَالَ نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِىْ بَعْضِ اَبْيَاتِهٖ ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِىِّ﴾ فَخَرَجَ يَلْتَمِسُهُمْ فَوَجَدَ قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِمْ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَجَافُ الْجِلْدِ وَذُوالثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلَمَّا رَآهُمْ جَلَسَ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ فِىْ اُمَّتِىْ مَنْ اَمَرَنِىْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِىْ مَعَهُمْ".

ترجمہ! حضرت عبدالرحمٰن بن سہل سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ دولت کدہ میں تھے کہ آیت "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ" نازل ہوئی حضور ﷺ اس آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں جب حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا ''تم ہی لوگوں کے ساتھ زندگی ہے اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے یعنی مرنے جینے کے رفیق اور ساتھی تم ہی لوگ ہو'' ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ وغیرہ حضرات صحابہ کرامؓ کی جماعت ذکر اللہ میں مشغول تھی کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا میں نے دیکھا کہ رحمت الٰہی تم لوگوں پر اتر رہی ہے تو میرا بھی جی چاہا کہ آ کر تمہارے ساتھ شرکت کروں ان ہی جیسے احکام سے صوفیہ نے استنباط کیا ہے کہ خانقاہیں قائم کی جائیں جہاں سالکین اسی طرح بیٹھ کر ذکر کر سکیں جس طرح اصحاب صفہ کیا کرتے تھے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ ''وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَصْحَابِ الصُّفَّةِ فَرأىٰ فَقْرَهُمْ وَجُهْدَ هُمْ وَطِيْبَ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَبْشِرُوْا يَا اَصْحَابَ الصُّفَّةِ فَمَنْ يَّبْقِى مِنْ اُمَّتِىْ عَلٰى النَّعْتِ الَّذِىْ اَنْتُمْ عَلَيْهِ رَاضِياً بِمَا فِيْهِ فَاِنَّهٗ مِنْ رُفَقَائِىْ فَمَنْ رُفَقَائِىْ فِىْ الْجَنَّةِ''. (کشف المحجوب)

ترجمہ! ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ اصحاب صفہ پر تشریف لائے آپ نے ان کے فقرا اور مشقت کو محسوس کیا تو فرمایا اے اہل صفہ خوش ہو جاؤ جو شخص میری امت میں سے تمہاری صفت پر رہنا پسند کریگا وہ بہشت میں میرا ساتھی ہوگا۔

خانقاہوں میں رہ کر اصحاب صفہ کی طرز پر زندگی گزارنے والے ''اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّقُعُوداً وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ'' کا مصداق بننے والے ذاکرین کے لئے مبارک باد ہے۔

درحقیقت قلوب کے اجتماع کو اللہ جل جلالہ کی رحمت اور رأفت کی طرف متوجہ کرنے میں خاص دخل ہے اسی وجہ سے جماعت کی نماز مشروع ہوئی اور یہی بڑی وجہ ہے کہ عرفات کے میدان میں سب حجاج بیک حال ایک میدان میں اللہ کی طرف

متوجہ کیے جاتے ہیں اسی لئے مشائخ کو حکم دیا گیا کہ وہ ایسے طالبین کے ساتھ بیٹھنے میں کوتاہی نہ کریں۔ حضرت کاندھلویؒ آیت کریمہ "وَاصْبِرْ نَفْسَکَ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"عالم شریعت اور شیخ طریقت پر لازم ہے کہ فقراء کی صحبت اور مجالست کو نعمت سمجھے اور اپنی مجلس کو عام رکھے"۔ (معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۱۲)

پس ثابت ہوا کہ خانقاہوں کے قیام کا مقصد انہی احکام پر عمل پیرا ہونا ہے۔

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمدؐ

(تصوف وسلوک ۸۵/۸۴)

ادب سے متعلق چند اہم واقعات

یہ چند واقعات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کتات "مدارج النبوۃ" سے پیش کیئے گئے ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام کس قدر مؤدب اور ادب کی رعایت کرنے والے تھے اس کے بعد تابعین، تبع تابعین اوران کے بعد تمام صوفیاء حضرات اوراولیاء اللہ نے بھی ادب اختیار کیا اور جو نعمت جس کو ملی ادب ہی کے طفیل ملی۔

☆ یہ بھی حضور ﷺ ہی کا ادب ہے کہ ہراس چیز کا ادب کیا جائے جو حضورؐ سے منسوب ہو، آپ کے اہل بیت، آپ کے صحابہ، آپ کے اقوال اورآپ کے تبرکات کا ادب بھی حضور ﷺ کا ادب ہے۔ حضرت امام مالک حدیث بیان کررہے تھے تو ان پر کہیں سے ایک بچھو چڑھ گیا اس نے کئی مرتبہ ڈنک مارا ہر مرتبہ آپ کا رنگ متغیر ہوجاتا اور چہرہ زرد پڑ گیا مگر حضور ﷺ کی حدیث شریف کو درمیان میں قطع نہ فرمایا جب حدیث سے فارغ ہوگئے تو میں نے ان سے عرض کیا کہ اے عبداللہ میں نے آج آپ کا عجیب حال دیکھا فرمایا حضور ﷺ کے ادب و تعظیم نے اس کی اجازت نہیں دی کہ میں اپنی تکلیف کی طرف متوجہ ہوتا اس لئے صبر کرتا رہا۔

☆ حضرت امام مالک کو خلیفہ جعفر بن سلیمان کے ہاتھوں کافی تکلیف پہنچی اور آپ بیہوش ہو گئے بعد میں جب منصور خلیفہ ہوا تو اس نے حضرت امام مالک پر تشدد کرنے کا جعفر سے قصاص طلب کیا تو امام مالک نے فرمایا خدا کی قسم میرے جسم سے کوڑا اٹھنے نہ پایا تھا کہ میں جعفر کو معاف کر دیتا تھا اس بناء پر کہ اس کو رسول اللہ ﷺ سے قرابت اور رشتہ داری ہے۔

☆ حضرت امام مالکؒ مدینہ منورہ میں اپنی سواری کے جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے کہ خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو گھوڑوں کے سموں سے روندوں جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں۔

☆ حضرت ابو مخدورہؓ کے بال اتنے لمبے ہو گئے تھے کہ جب بیٹھتے تو ان کے بال زمین سے لگ جاتے تھے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ ان بالوں کو اتنا لمبا کیوں کر رکھا ہے اور ان کو ترشواتے کیوں نہیں جواب میں فرمایا اس اس لئے نہیں ترشواتا کہ ان بالوں سے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کا دست مبارک چھو گیا تھا اب تبرک کے طور پر ان کی حفاظت کرتا ہوں۔

☆ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تبرکاً سلے ہوئے تھے ایک جنگ کے دوران یہ ٹوپی سر سے گر گئی آپ نے اس کو حاصل کرنے کے لئے بڑی شدت سے جنگ کی جس میں بہت سے مسلمان بھی شہید ہوئے اس پر بہت سے صحابہ نے ان پر اعتراض کیا۔ حضرت خالد نے کہا میں نے یہ جنگ محض ایک ٹوپی کے لئے نہیں لڑی بلکہ حضور ﷺ کے ان موئے مبارک کے لئے لڑی ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے تا کہ وہ مشرکوں کے ہاتھوں نہ چلے جائیں اور اس طرح ان کی بے ادبی نہ ہو۔

ادب کی برکتیں اور فوائد

شمس الائمہ امام حلوائی سے منقول ہے فرماتے تھے کہ یہ جو کچھ علم ہے میں نے ادب اور تعظیم ہی سے حاصل کیا ہے کیونکہ ایک کاغذ کو بھی میں نے بغیر طہارت کے ہاتھ نہیں لگایا۔ حضرت بشر حافیؒ جو اولیاء کبار میں سے ہیں ان کو راہ چلتے ایک کاغذ زمین پر پڑا ہوا نظر آیا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا آپ نے اس کو اٹھایا گرد صاف کی اور اِدھر اُدھر کوئی محفوظ جگہ ہو تو رکھ دوں جب انہیں کوئی جگہ نہ ملی تو آپ اس کو نگل گئے حق تعالیٰ کو یہ ادب اتنا پسند آیا کہ اس کے عوض بشر حافی کا نام رہتی دنیا تک مخلوق کے لبوں پر عزت کے ساتھ جاری کر دیا۔

☆ خواجہ ابو اسحاق کا ذرونیؒ ایک جولاہے کے لڑکے تھے روانہ کھڑے ہو کر کپڑا بننے کا کام کرتے تھے جو روٹی ان کے لئے گھر سے آتی اس میں سے دو روٹی طاق پر رکھ دیا کرتے تھے ایک مرتبہ تین درویش اِدھر سے گذر رہے تھے یہ ان کے لئے روٹی لے کر دوڑے اور دونوں روٹیا دونوں ہاتھوں میں لے کر ادب سے ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور سر جھکا کر کہا کھانا حاضر ہے ان درویشوں کو ان کا یہ ادب بہت پسند آیا اس میں سے ایک نے کہا یہ لڑکا بہت با ادب ہے ایسے لوگوں کو یوں ضائع نہیں ہونا چاہئے میں اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دین داری مانگتا ہوں دوسرے نے کہا تو پھر میں اس کے لئے دنیا کی نعمتوں کی بھی دعاء کرتا ہوں تیسرے درویش نے کہا دین اور دنیا دونوں اس کو مل گئی اب میں کیا دوں اچھا میں دین و دنیا دونوں میں اس کے لئے استقامت کی دعاء کرتا ہوں۔ خواجہ اسحاق گاذرونیؒ کو جو شہرت اور باطنی نعمتیں ملیں وہ اسی ادب سے ملیں جو انہوں نے درویشوں کے سامنے اختیار کیا تھا۔ (جوامع الکلم سوانح حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ)

☆ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے ملفوظات میں ہے شیخ شمس العارفین ایک مرتبہ حج کو گئے بعد فراغت حج مدینہ منورہ کا ارادہ ہوا لیکن پھر خیال آیا کہ زیارت نبی کریم ﷺ حج کے طفیل کرنا تو بے ادبی ہے لوٹ کر گھر آئے اور ایک رات گھر رہ کر زیارت مدینہ کی نیت سے سفر کیا جب روضہ شریف پر پہنچے تو عرض کیا السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ روضہ مبارک سے آواز آئی وعلیک السلام یا شمس العارفین اس سے پہلے ان کو کوئی شمس العارفین نہیں کہتا تھا یہ خطاب ان کو تربت مبارک ﷺ سے عطا ہوا اور اسی خطاب سے پھر سارے جہاں میں مشہور ہوئے پھر خواجہ نے فرمایا کہ تمام اعمال کا مدار خلوص نیت اور ادب پر ہوتا ہے۔ (خیر المجالس)

☆ ایک مرتبہ ابو سعید ابوالخیرؒ نے اپنے ہم عصر بزرگ ابو محمد اشعری کی عیادت کا ارادہ کیا آپ کے خادم خاص حسن مؤدب نے عرض کیا کہ ان کو آپ سے اعتقاد نہیں ہے شاید آپ کے سامنے کوئی نامناسب بات کہہ دیں مگر شیخ نے کہا کہ ہم ضرور جا کر عیادت کریں گے حسن مودب نے احتیاطاً ایک آدمی کو شیخ ابو محمد اشعری کی خدمت میں بھیجا کہ ان کو اطلاع ہو جائے کہ شیخ ابو سعید ان کی عیادت کو آرہے ہیں یہ اطلاع ملتے ہی انہوں نے قاصد سے کہا کہ اس ملحد سے کہہ دو کہ میرے پاس کیوں آرہا ہے گرجا گھر کیوں نہیں جاتا گرجا گھر جائے حسن مودب نے یہ پیغام شیخ ابو سعید کو پہنچایا تو شیخ نے کہا ان کا کہا میرے سر آنکھوں پر میری پالکی گرجا گھر کی طرف موڑ دو ساتھی اور خدام یہ سن کر بہت حیران ہوئے حضرت ابو سعید کلیسا پہنچے عیسائیوں میں شور مچ گیا کہ شیخ اپنے مریدوں کے ساتھ عیسائی مذہب اختیار کرنے آرہے ہیں شیخ گرجا گھر میں داخل ہوئے اور عیسیٰؑ کے مجسمہ کی طرف جا کر کھڑے ہو گئے اور زور سے یہ آیت قرآن پاک کی تلاوت فرمائی ﴿أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ﴾ یعنی کیا تم نے لوگوں سے کہا ہے کہ معبود

حقیقی کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا بناؤ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو خدا کو ابھی سجدہ کرو جیسے ہی آپ نے یہ بات کہی دیواروں پر لگے ہوئے اور زمین پر رکھے ہوئے سارے مجسمے زمین بوس ہو کر سجدے میں گر گئے شیخ ابوسعید کی یہ کرامت دیکھ کر راہبوں سے سات بڑے بڑے راہب اور ان کے ساتھ سینکڑوں عیسائیوں نے مذہب اسلام قبول کر لیا اور شیخ سے بیعت کی حضرت ابوسعید نے اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا دوستوں! تم نے دیکھا کہ ہم نے اس بزرگ کے کہنے کا ادب کیا تو کیسی خیر و برکت ہوئی جب یہ خبر ابومحمد اشعری کو پہنچی تو وہ پھر خود حاضر ہوئے اور شیخ کی تکریم کی۔ (جوامع الکلم)

☆ حضرت امام ربانیؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک مرتبہ بیت الخلاء تشریف لے گئے تو آپ کی نظر اپنے انگوٹھے پر پڑی جس کے ناخن پر روشنائی کا ایک نقط لگا ہوا تھا جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی درست کرنے کے لئے لگایا جاتا تھا آپ فوراً گھبرا کر باہر نکل آئے اور اس کو دھو کر صاف کیا اس کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس نقطے کو بھی علم کے ساتھ ایک تلبین اور نسبت ہے بے ادبی معلوم ہوئی کہ اس کو لے کر بیت الخلاء جاؤں۔

☆ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے مواعظ میں ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جب کلیر شریف زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو بہت دور پہلے سے اپنے جوتے اتار کر ہاتھ میں لے لیا کرتے تھے اور یہ واقعہ بھی پڑھا کہ ایک مرتبہ کسی سلسلہ میں خنزیر کے متعلق کچھ معلومات کرنی تھیں تو اس کے لئے ایک چماروں کی بستی میں گئے اور ایک چمار سے وہ معلومات حاصل کیں اس کے بعد جب بھی وہ چمار آپ کو ملتا اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور بہت اس کا ادب کرتے اور کہتے اس نے میرے علم میں اضافہ کیا ہے یہ میرا استاد ہے۔ ☆☆

عاجزی وانکساری مومن کی شان ہے

دوستو! جب تک درخت میں پھل پھول نہیں آتے اس کی شاخیں سر اٹھائے رکھتی ہیں لیکن جب اس میں پھل پھول آنے شروع ہوتے ہیں تو شاخوں کے سر جھکنے لگتے ہیں جو شاخ جتنی زیادہ ثمر دار ہوگی اتنا ہی اس کا سر زمین کی جانب جھکا ہوا ہوگا یہی حالت اس انسان کی ہوتی ہے جس کے ثمر حیات میں علم وعمل عشق ومحبت سوز وگداز اور عرفان وآگہی کے پھل پھول لگے ہوتے ہیں۔

صوفیاء حضرات کا قول ہے۔ "مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ بَكِمَ لِسَانَهٗ "جس نے اپنے رب کو پہچان لیا وہ گونگا ہوجاتا ہے۔جس کے سامنے حق تعالی سبحانہ کی عظمت اور جلال وکبریائی کا سمندر موجزن ہوگا وہ اپنے آپ کو یقیناً ایک حقیر قطرے سے بھی کم حیثیت دیکھے گا اور جب اس کی لازوال ہستی کے چمکتے ہوئے آفتاب پر نظر پڑے گی تو اپنی فانی اور مستعار ہستی نما نیستی کا ستارہ کالعدم نظر آئے گا۔

حضرت شیخ یحی منیری اپنے ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اے برادر عزیز اگر تم سے ہوسکے تو اس کی کوشش کرو کہ تمہیں خود نمائی سے نفرت ہوجائے اس بات کو راہ طریقت کا ایک عظیم الشان کام سمجھو شمال سے جنوب تک کوئی چپہ زمین کا تمہارے سجدوں سے خالی نہ رہے پھر بھی یہی خیال کرو کہ اس بے نیاز کی بارگاہ کے

لائق کچھ نہیں ہوا ہمیشہ مفلس اور بے نوا بنے رہو اہل طریقت کا قول ہے کہ مخلوق کی نظر سے اپنے آپ کو گرا دینا آسان ہے لیکن مردوہ ہے جو اپنے آپ کو خود اپنی نگاہ سے گرادے۔اے بھائی اس زمانے کا عجیب حال ہو رہا ہے (کوئی اپنی تحریر وتقریر سے لطف لے رہا ہے کوئی اپنے مریدوں کی تعداد اور کثرت رجوع پر نازاں ہے کوئی دست بوسی اور قدم بوسی کے نشہ میں مست ہے کوئی اپنی شہرت اور قبولیت عام پر پھولے نہیں سماتا ہے کوئی سمجھتا ہے کہ بس میری ہی دعوت وتبلیغ سے یہ نیکیاں پھیل رہی ہیں) غرضیکہ ہر شخص اپنی پونجی میں مست ہے اے برادر ہم تو اپنی ہی مستی کے عاشق وفریفتہ ہیں بھلا ہم کو یہ توفیق کہاں کہ سرداریا ورخواجگی کی دستار سر سے اتار سکیں اور نیک نامی اور شہرت کو بدنامی اور گمنامی سے بدل سکیں ہم سب مدرسے جاتے ہیں خانقاہوں میں بیٹھتے ہیں عبادت وریاضت میں وقت گزارتے ہیں تاکہ برتری اور بلندی کی دستار نصیب ہو اور پارسائی کے دربار میں مسند نشینی حاصل ہو تقریر کی دھاک لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جائے عوام پر ہمارے علم وتقدس کی فضیلت ثابت ہو اور خواص پر ہماری معرفت اور معارف کا سکہ جم جائے اے بھائی! حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی کھوٹی پونجی کے سہارے ہم کو اور تم کو خدا کی درگاہ میں جانے کا ہرگز ہرگز راستہ نہیں مل سکتا جو لقمہ باز کے معدہ اور حلق کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ ہم چڑیوں کے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے جو کپڑے دولت مندوں اور اقبال بختوں کے لئے بنائے گئے ہیں وہ ہم جیسے مفلس اور ناداروں کے بدن پر کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ (مکتوبات صدی۔اور آئینہ سلوک ۲۱۲)

شیخ کامل کی صحبت کے فوائد

- شیخ کے اندر جو چیز ہے وہ شدہ شدہ آپ کے اندر بھی آئے گی۔

- اگر اصلاح کامل نہ بھی ہو تو کم از کم اپنے عیوب پر ہی نظر ہونے لگتی ہے یہ بھی کافی اور مفتاح طریق ہے۔
- جو حال عجیب پیش آوے گا اس کے بارے میں اس سے تشفی ہو جائے گی۔
- جو افادات زبانی سننے میں آتے ہیں وہ تحقیقات و مسائل کا خلاصہ ہوتے ہیں جس سے اپنی حالت بھی وضاحت کے ساتھ منکشف ہوتی ہے۔
- ان اہل صحبت میں جو بابرکت ہوتے ہیں وہاں ایک نفع صحبت کی برکت اور ان کے طرز عمل سے سبق لینا ہوتا ہے۔
- عمل کا شوق بڑھتا ہے۔
- اپنی استعداد معلوم ہو جاتی ہے۔
- اہل محبت کی صحبت سے محبت پیدا ہوتی ہے۔
- مشائخ اعمال صالحہ کی وجہ سے بابرکت ہوتے ہیں اس لئے ان کی تعلیم میں بھی برکت ہوتی ہے جس کی وجہ سے جلد شفاء ہو جاتی ہے خود کتابیں دیکھ کر علاج کرنا کافی نہیں۔
- اہل اللہ کی صحبت کے مؤثر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بار بار اچھی باتیں جب کان میں پڑیں گی تو کہاں تک اثر نہ ہوگا ایک وقت چوکو گے، دو وقت چوکو گے، تیسری دفعہ تو اصلاح ہو ہی جائے گی اور ایک سبب باطنی بھی ہے وہ یہ ہے کہ جب تم ان کے پاس رہو گے اور تعلق بڑھاؤ گے تو اس سے دو طرح کی اصلاح ہوگی ایک تو یہ کہ وہ دعاء کریں گے اور ان کی دعا مقبول ہوتی ہے تو حق تعالیٰ تم پر فضل فرمائیں گے اور اکثر یہ ہے کہ ان کی دعاء باذن حق ہوتی ہے تو ان کے منہ سے دعاء نکلنا اس بات کی علامت سمجھنا چاہئے کہ حق

تعالیٰ کے فضل ہونے کا وقت آ گیا دوسری وجہ بڑی خفی ہے اور یہ کہ تمہارے اعمال میں ان کی محبت سے برکت ہوگی اور جلد جلد ترقی ہوگی اور جلد اصلاح ہو جائے گی۔

- ان حضرات کے دل خدا کے نور سے روشن ہیں ان کے پاس رہنے سے نور آتا ہے اور جب نور آتا ہے تو ظلمت جاتی ہے پس اس نور سے ہر چیز کی حقیقت کھل جاتی ہے اور شبہ جاتا رہتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اگر طبیعت میں سلامتی ہو تو بدوں پاس رہے ان حضرات کا دیکھ لینا ہی کافی ہو جاتا ہے اور اگر اس درجہ کی سلامتی نہ ہو تو البتہ پھر چند دن کی صحبت کی بھی ضرورت ہے۔ (شریعت وتصوف/۳۲)

☆......☆......☆

بیعت وارشاد کے متعلق
چند سوالات اوران کے جوابات

سوال: کیا کوئی عورت بھی بیعت کرسکتی ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ عورت ولایت کے اعلی سے اعلی ترین مراتب تک پہنچ سکتی ہے مگر شریعت نے رشد ہدایت کے منصب کی ذمہ داریاں اس کے نازک کندھوں پر نہیں ڈالیں اسی لئے کبھی کوئی عورت نبی نہیں بنائی گئی گوکہ اسے نبیوں کی ماں ہونے کا شرف نصیب ہے اللہ تعالی نے منصب نبوت کا بوجھ مردوں کے کندھوں پر رکھا اس لئے انبیاء کی وراثت بھی مردوں ہی کے سپرد کی گئی پس کوئی بھی عورت بیعت نہیں لے سکتی۔

سوال: کیا بیعت کے لئے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کلمات پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: ہاتھ میں ہاتھ دیکر کلمات پڑھنا سنت ہے اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے اگر لوگ بہت زیادہ ہوں تو چادر پھیلا کر سب اسے پکڑ لیں (یہ بھی عمل نبوی ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت پتھر چھوٹا تھا اٹھانے کی سعادت حاصل کرنے والے زیادہ تھے نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی چادر میں رکھ دیا اور سب لوگوں نے چادر پکڑ کر حجر اسود کو اٹھایا) اگر مجمع اس سے بھی زیادہ ہو تو فقط کلمات پڑھا کر نیت کر کے بیعت لی

جاسکتی ہے صحابہؓ نے مجاہدین سے اسی طرح جہاد پر بیعت لی۔

سوال: کیا عورتیں بھی ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کریں؟

جواب: ہرگز نہیں، نبی علیہ السلام کی عادت شریفہ تھی کہ عورتوں کو پردے میں بغیر ہاتھ مس کئے بیعت فرماتے تھے ایک روایت ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بوقت بیعت رسول اکرم ﷺ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں پکڑا بلکہ ایک کپڑا پکڑا دیتے تھے اور (وعظ وتلقین کے بعد) ارشاد فرماتے کہ جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی۔

سوال: بچوں کی بیعت کا کیا جواز ہے؟

جواب: مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت زبیرؓ کو بیعت کیلئے لایا گیا عمر سات آٹھ سال ہوگی پس نبی کریم ﷺ ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے اور پھر بیعت کی۔

سوال: کیا غائبانہ بھی بیعت کی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! جس طرح نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی تو اس وقت حضرت عثمان غنیؓ کو بھی غائبانہ بیعت میں شامل کیا حالانکہ وہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے لہٰذا غائبانہ بیعت کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال: کیا خط کے ذریعہ یا ٹیلی فون پر بیعت لی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں جب غائبانہ بیعت ثابت ہے تو خط کے ذریعہ اسی میں شامل ہے ٹیلی فون کے ذریعہ بیعت تو بدرجہ اولی کی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا ایک وقت میں کئی حضرات سے بیعت کی جاسکتی ہے؟

جواب: نہیں ایک وقت میں ایک ہی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہئے جگہ جگہ بیعت کرنے والے کی مثال چمچے کی مانند ہے جو طرح طرح کے کھانوں میں ڈوبا رہتا ہے مگر ذائقے سے محروم رہتا ہے۔

یک دست گیر محکم بگیر

(تصوف وسلوک ۳۰/۲۹، مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی)

شیخ کی ایسی تعظیم جو حد سے تجاوز کر جائے جائز نہیں

جاننا چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہر عمل کے آداب بتا دیئے ہیں اور حدود مقرر کر دی ہیں ان آداب کی رعایت ہی سے کسی عمل کی مقبولیت اور عدم مقبولیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔اسی طرح اپنے مرشد کے آداب کی بھی ایک حد ہے اس سے زیادہ تعظیم پھر عبادت کے درجے میں شمار ہوتی ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:

"جس طرح مشائخ کے آداب میں کوتاہی اور کمی حرام ہے اسی طرح ان کے آداب میں زیادتی اور غلو بھی حرام اور بری بات ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی شان میں کوتاہی اور بے ادبی لازم آتی ہے دیکھو نصاری نے عیسی علیہ السلام کی تعظیم میں غلو کیا اور رافضیوں نے حضرت علیؓ کی شان میں غلو کیا تو ان کے اقوال اور عقائد سے اللہ تعالیٰ کے آداب اور اس کی تعظیم میں کوتاہی اور کمی لازم آتی ہے"۔ (ارشاد الطالبین وآئینہ سلوک ۱۵۰)

بے ادب بے نصیب

مثل مشہور ہے "کوئی کسی عظیم مرتبہ پر فائز ہوتا ہے تو تعظیم کی بدولت اور کسی مرتبہ سے گرتا ہے تو ترک ادب اور ترک تعظیم کی وجہ سے" اور یہ بھی مشہور ہے "تعظیم وتوقیر اطاعت سے بڑھ کر ہے"۔

انسان گناہ کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا مگر گناہ کو ہلکا سمجھنے اور ترک تعظیم کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے حضرت علیؓ کا قول ہے ''جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا تو میں اس کا غلام ہوں چاہے وہ مجھے بیچ دے چاہے آزاد کر دے یا چاہے تو غلام بھی رکھے''۔

استاد انام سدید الدین شیرازیؒ اپنے اساتذہ کا قول نقل کیا کرتے تھے کہ جس کی خواہش ہو کہ اس کا بچہ بڑا عالم بنے تو اس کو چاہئے کہ تنگدست اور حاجتمند فقہا اور علماء کے حقوق کی رعایت رکھے ان کا اکرام و ادب کرے ان کی دعوت کیا کرے (اگر ایسا کرے گا تو) اگر اس کا لڑکا عالم نہ بنا تو پوتا ضرور عالم بنے گا۔

صاحب ہدایہ امام برہان الدینؒ ایک قصہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ائمہ بخاریٰ میں سے ایک عالم مجلس درس میں ایک مرتبہ بار بار کھڑے ہوتے تھے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میرا استادزادہ گلی میں کھیل رہا تھا جب بھی کھیلتے کھیلتے وہ میرے سامنے آتا میں اپنے استاد کی تعظیم کی وجہ سے اس کو دیکھ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ شمس الائمہ امام حلوائیؒ نے بعض وجوہ سے بخاریٰ شہر سے روپوش ہو کر بعض دیہات میں قیام فرمایا اس دوران ان کے شاگردوں میں سے قاضی امام شمس الازرنجی کے علاوہ سب ہی ان کی زیارت کو آئے بعد میں جب ان سے ملاقات ہوئی تو نہ آنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ والدہ کی خدمت میں مشغول تھا اس لئے حاضر نہ ہو سکا اس پر آپ نے فرمایا کہ عمر طویل تو ماں کی خدمت کی وجہ سے تمہیں مل جائے گی مگر استاد کی زیارت سے محرومی کی وجہ سے رونق درس سے محروم رہو گے چنانچہ ایسا ہوا کیونکہ آپ اکثر اوقات گاؤں میں رہا کرتے تھے اور منظم درس کی کوئی صورت نہ بن سکی۔ (تعلیم المتعلم زرنوجی)

ایک شخص نے خانقاہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں داخل ہوتے وقت دیکھا کہ دروازہ خانقاہ پر ایک شخص پڑا ہوا ہے جس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے ہیں جب یہ

شخص خدمت شیخ میں گیا تو اس دست و پاشکستہ کی بابت بھی دریافت کیا اور اس کا حال بیان کر کے شیخ سے دعا کی درخواست کی حضرت شیخ نے فرمایا کہ خاموش رہو اس شخص نے بے ادبی کی ہے۔ پوچھا کیا بے ادبی ہوئی شیخ نے فرمایا کہ یہ شخص منجملہ چالیس ابدالوں میں ایک ابدال ہے کل اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے خانقاہ کی طرف آیا اس کے ایک ساتھی نے از راہ ادب خانقاہ کو چھوڑ کر داہنی طرف کا رستہ اختیار کیا دوسرے نے بھی اس کی تقلید کی اور خانقاہ چھوڑ کر بائیں طرف اڑتا چلا گیا مگر اس شخص نے بے ادبی سے خانقاہ کے اوپر سے سیدھا جانا چاہا چنانچہ جب خانقاہ کے اوپر آیا تو گر پڑا۔

شیخ اور دوسرے ابدال و اوتاد بھی موجود ہوں تو مرید کو چاہئے کہ سب کو چھوڑ کر اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہو جائے اور مرید ہرگز یہ گمان نہ کرے کہ جنید وشبلی یا بایزید بسطامی وغیرہ کوئی بھی اس کے لئے اس کے شیخ سے بہتر ہو سکتے ہیں یا شیخ کے معاصرین میں سے کوئی اس کے شیخ جیسا ہے۔ (آداب المریدین۔ آئینہ سلوک ۱۵۰/۱۴۹)

مجاہدہ

﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا﴾

یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو قرب وثواب یعنی جنت کے راستے ضرور دکھائیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: عَنْ فُضَالَةَ الْکَامِلِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَتِ اللّٰہِ .(البیهقی)

یعنی فضالہ کامل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔

مجاہدہ کی حقیقت

مجاہدہ کی حقیقت نفس کی مخالفت کی مشق وعادت ہے کہ حق تعالیٰ کی رضاء وطاعت کے مقابلے میں نفس کی جانی ومالی وجاہی خواہشات ومرغوبات کو مغلوب رکھا جائے۔ (شریعت وتصوف/۳۵)

تزکیہ نفس کے لئے صحبت شیخ ضروری ہے

یہ چند موٹے موٹے اصول جو ایک سالک راہ طریقت کے لئے ضروری ہیں نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کئے گئے لیکن ان باتوں کا حصول بغیر صحبت شیخ کے بہت دشوار ہے عادت اللہ یہی ہے کہ کوئی کام بغیر رہنمائی کے انجام تک نہیں پہنچتا اور طریقت کی راہ تو بہت لطیف اور دشوار گذار ہے وہ بغیر رہبری کے کیسے طے ہوسکتی ہے؟

حق تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہی سالک کے خلاف کتنے ہی محاذ کھل جاتے ہیں اور اس بے چارے کو ہر محاذ پر لڑنا پڑتا ہے دنیا کی چمک دمک اپنی طرف کھینچتی ہے، نفس اپنی نت نئی خواہشیں لے کر سامنے آتا ہے، شیطان الگ طرح کے طعنے دیتے ہیں، ملامتوں کے تیر چلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے سے روکتے ہیں پھر تزکیہ نفس کے بعد بھی بعضوں کو کچھ محسوس نہیں ہوتا تو ان پر مایوسی طاری ہوتی ہے اور جن کو کچھ معلوم اور مکشوف ہو جائے وہ عجب یافت میں مبتلاء ہو کر راہ سے بھٹک جاتے ہیں تو ایسی خوفناک اور زبردست خطرات میں گھری ہوئی راہ کو انسان اکیلا کیسے طے کر سکتا ہے اس لئے کوئی ایسا رہبر طریقت تلاش کرنا پڑتا ہے جو اس راہ کو طے کر چکا ہو اس کے گرم وسرد کا ذائقہ چکھ چکا ہو اور مقامات منازل کے نشیب وفراز سے بخوبی واقفیت رکھتا ہو تا کہ اس کا دامن تھام کر اطمنان کے ساتھ سالک اس راہ کو

طے کر سکے قرآن پاک میں کئی جگہ اس کا ارشاد ملتا ہے مثلاً ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَکُوْنُوْ مَعَ الصَّادِقِیْنَ ﴾ ترجمہ! اے مومنو! تقوی اختیار کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

اور ایک جگہ ہے: ﴿یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ﴾ ترجمہ! اے اصحاب ایمان! اللہ کی طرف جانے کے لے وسیلہ تلاش کرو۔

پھر ابتداء اسلام سے یہی طریقہ چلا آ رہا ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت مبارکہ سے فیض اٹھایا تابعین نے صحابہ سے اور تبع تابعین نے تابعین سے اور ان سے دوسروں نے، اس طرح یہ سلسلہ آج تک چلا آ رہا ہے کہ اس لئے یہ راہ کسی کامل کی صحبت میں رہ کر جلدی اور بے خطر طے ہو جاتی ہے اور بیعت وطریقت سے کسی کامل کا اتباع ہی مراد ہے۔ (آئینہ سلوک)

☆☆☆

تصوف کیا ہے؟

مشائخ نے اس سوال کے کئی جوابات دیئے ہیں ابراہیم بن مولد رقیؒ نے اپنی کتاب میں اس کے ایک سو سے زائد جوابات جمع کیے ہیں اختصاراً چند ایک نقل کیے جاتے ہیں۔

- حضرت جنید بغدادیؒ کے استاد حضرت محمد بن علی القصابؒ سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ فرمایا تصوف ان کریمانہ اخلاق کا نام ہے جو کسی کریم زمانہ میں کسی کریم شخص سے شریف لوگوں کے سامنے ظہور پذیر ہوں۔
- حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ تو مخلوق سے منہ موڑ لے اور اللہ سے رشتہ جوڑ لے۔

- حضرت رویمؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ تو اپنے نفس کو اللہ کے ساتھ اس طرح چھوڑ دے کہ وہ جو چاہے اس کے ساتھ کرے۔

- حضرت سمنونؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ نہ تو کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی چیز تمہاری مالک ہو۔

- حضرت ابو محمد جریریؒ نے فرمایا:

تصوف نام ہے ہر قسم کے اچھے اخلاق کے اندر داخل ہونے اور ہر قسم کے کمینے اخلاق کے باہر نکل جانے کا۔

● حضرت عمرو بن عثمان مکیؒ نے فرمایا:
تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر لمحہ ایسے عمل میں مشغول ہو جس میں اس لمحہ کے لئے زیادہ مناسب ہو۔

● حضرت محمد بن علی بن الحسین بن ابی طالبؒ نے فرمایا:
تصوف اچھے اخلاق و کردار کا دوسرا نام ہے جو اچھے اخلاق میں تجھ سے زیادہ ہے وہ تصوف میں زیادہ ہے۔

● حضرت مرتعشؒ نے فرمایا:
تصوف اچھے اخلاق کا مجموعہ ہے۔

● حضرت بوعلی قرزوینیؒ نے فرمایا:
تصوف ایسے اخلاق کو کہتے ہیں جن سے رب راضی ہو۔

● حضرت احمد خضرویہؒ نے فرمایا:
تصوف باطن کی گندگی اور کدورتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کا نام ہے۔

● حضرت ابوالحسن نوریؒ نے فرمایا:
تصوف علم وفن کا نام نہیں مجموعہ اخلاق کا نام ہے۔

● حضرت محمد بن احمد المکرّمی نے فرمایا:
تصوف آداب ہی آداب ہے ہر وقت کا ادب، ہر جگہ کا ادب، ہر حال کا ادب۔

حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا:
تصوف ہر چیز کی حقیقت جاننے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہونے کا نام ہے۔

● حضرت ابوالحسن شنجہؒ نے فرمایا:
ایک وقت تھا کہ تصوف حقیقت تھی بے نام آج نام ہے بے حقیقت۔

● حضرت ابوحمزہ بغدادیؒ نے فرمایا:
تصوف درگزر کو اختیار کرنا، اچھے کاموں کا حکم دینا اور جاہلوں سے اعراض کرنا ہے۔

● حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاریؒ نے فرمایا:
تصوف یہ ہے کہ اجمالی معاملہ تفصیلی ہوجائے اور استدلالی معاملہ کشفی ہوجائے۔

● حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا:
تصوف شریعت پر اخلاص سے عمل کرنے کا نام ہے۔

● حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا:
تصوف اپنے کو مٹا دینے کا نام ہے۔

● شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ نے فرمایا:
تصوف کی ابتداء ہے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ" (بیشک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے) اور تصوف کی انتہاء "اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ" (یہ کہ تو اللہ کی عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے)

● حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے فرمایا:
تصوف یہ ہے کہ اللہ کو عبادت سے رسول ﷺ کو اطاعت سے اور مخلوق خدا کو خدمت سے راضی کرو۔ (سلوک و تصوف ۱۲/۱۳ مولانا پیر نقشبندی صاحب)

مرشد کے حقوق

(۱) یہ اعتقاد رکھے کہ میرا مطلب اسی شیخ سے حاصل ہوگا اور دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا۔

(۲) ہر طرح سے مرشد کا مطیع ہو جائے اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے۔ کیونکہ بغیر پیر کی محبت کے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے کہ مرشد جو کہے فوراً بجا لائے اور بغیر اس کی اجازت کے اس کے کسی بھی فعل کی اقتداء نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال اور مقام کے مناسب کسی کام کو کرتا ہے کہ مرید اس کو کرے تو اس کے حق میں زہر قاتل ہے۔

(۳) جو ورد اور وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے، خواہ اس نے وہ اپنی طبیعت سے پڑھنے شروع کیے ہوں یا کسی نے بتائے ہوں۔

(۴) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہنا چاہئے یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے کوئی نفل وغیرہ بھی بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے۔

(۵) اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

(۶) جس جگہ مرشد بیٹھا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

(۷) اس کی طرف تھوکے نہیں۔

(۸) جو کچھ مرشد کہے یا کرے اس پر اعتراض نہ کرے، اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ یاد کرے کہ نہ معلوم کیا مصلحت ہو گی۔

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

(۹) اپنے مرشد سے کرامات کی خواہش نہ کرے۔

(۱۰) اگر کوئی شبہ ہو تو فوراً عرض کر دے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنی فہم کا نقص سمجھے

اور اگر مرشد اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا اور کسی دوسرے موقع کا منتظر رہے۔

(۱۱) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کر دے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آوے تو اس کو بھی عرض کر دے۔

(۱۲) بلاضرورت اور بلا اجازت مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

(۱۳) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور بآواز بلند اس سے بات بھی نہ کرو اور اتنی آہستہ بھی نہ ہو کہ سننے میں تکلیف ہو اور بقدر ضرورت مختصر کلام کے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

(۱۴) مرشد کا کلام دوسروں سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کے متعلق جانے کہ لوگ نہیں سمجھیں گے اسے نہ بیان کرے۔

(۱۵) مرشد کے کلام کو رد نہ کرو اگر چہ حق بظاہر مرید ہی کی طرف معلوم ہو بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

(۱۶) جو کچھ طالب کا حال ہو، بھلا یا برا وہ مرشد سے عرض کر دے اس لئے کہ مرشد طبیب روحانی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا۔ مرشد کے کشف پر اعتقاد کر کے سکوت نہ کرے بلکہ اپنے حالات کی اطلاع کا التزام رکھے۔

(۱۷) اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ضروری ہو تو علیحدہ بیٹھ کر پڑھے۔

(۱۸) جو کچھ فیض باطنی پہنچے اس کو مرشد کا طفیل سمجھے اگر چہ خواب یا مراقبہ میں دیکھے کہ کسی دوسرے سے فیض پہنچا ہے تب بھی یہ سمجھے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ (شریعت وتصوف ۳۳/۳۴)

تصوف اور سلوک کا خلاصہ!

پیر و مرشد عارف باللہ حاذق الامت حضرت مولانا شاہ حکیم زکی الدین احمد پرنامبٹیؒ نے ایک سوال کے جواب میں تصوف کا خلاصہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ﴾

فرمایا کہ تصوف کا سبق اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ سے دیا جاتا ہے کہ اندر انسان کی نیت کو سدھارنا ہوتا ہے یہی نیت صلاح وفساد کا مدار ہے تصوف کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ ہم اس کو کیسے کر پائیں گے وظیفے اور چلے کیسے کریں گے بلکہ اس کی ابتداء اصلاح نیت سے ہو اس کی انتہاء احسان پر ہو اصل تو تصوف نیت ہی درست کرنے کا نام ہے تا کہ اعمال صالحہ خالصتاً لوجہ اللہ ہوں اور سلوک بھی انسانیت پیدا کرنے کا نام ہے اور بہیمانہ حرکتوں کا ازالہ کرکے رزائل نفس سے بچ کر خصائل نبویؐ پیدا کرنا یہ سلوک ہے اسی کو سلوک کہتے ہیں۔ (افادات زکیہ ۱۰/ شائع کردہ: دارالعلوم محمدیہ بنگلور)

طریقت وحقیقت کسے کہتے ہیں؟

دراصل شریعت کے اسی باطنی رخ کو طریقت کہتے ہیں سرخیل صوفیا حضرت شیخ ابونصر سراؒ اپنی مشہور زمانہ کتاب ”اَللُّمَعُ“ میں لکھتے ہیں:

”علم کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی جب تک اس کا تعلق زبان اور جسم کے دوسرے اعضاء سے ہے اس کو علم ظاہری سے تعبیر کریں گے اور اسی کا نام شریعت ہے مثلاً عبادت میں طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ یا احکام میں طلاق، فرائض میں قصاص وغیرہ اور جب اس کا اثر ظاہر سے گذر کر قلب باطن، عبادات واحکام کے بجائے مقامات کی اصلاحات رائج ہیں مثلاً تصدیق، اخلاص، صبر، توکل، محبت،

ذوق وشوق وغیرہ اور اس تفریق دوگانہ کی سند قرآن مجید سے ملتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً“ اس نے اپنی نعمتیں تمہارے اوپر پوری کیں ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ دنیا میں ہر موجود کا ایک پہلو باطنی ہے اور ایک ظاہری چنانچہ قرآن کا بھی ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے اس باطنی پہلو کا نام طریقت ہے یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے کوئی الگ شئ نہیں بلکہ انہیں کے مغز و باطن کا نام ہے۔ (تصوف اسلام۔ عبدالماجد دریا آبادیؒ)

مشہور رسالہ مکیہ جس کا اردو ترجمہ امداد السلوک ہے وہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ ”سلوک طریقت سے مراد یہ ہے کہ تہذیب اخلاق ہو جائے یعنی بخل وحسد وریا وکبر وخودنمائی وغیرہ تمام اخلاق ذمیمہ دور کر کے سخاوت واخلاص، تواضع وتذلل اور عاجزی، انکساری وغیرہ جملہ اخلاق پسندیدہ حاصل کیے جائیں تاکہ وصول الی اللہ کی استعداد حاصل ہو۔

اس کا پہلا دروازہ شریعت ہے خلاصہ یہ ہے کہ شریعت کا تابع بن کر حق تعالیٰ کی طاعت وعبادت میں لگنا اور پختگی واستقامت کے ساتھ حق تعالیٰ کی رضاء کا متلاشی رہنا طریقت کہلاتا ہے۔ (امداد السلوک)

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

”شریعت نام ہے احکام کے مجموعے کا اس میں اعمال ظاہری اور باطنی سب آگئے متقدمین اصطلاح میں فقہ کو اس کا مترادف سمجھتے تھے جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ نے فقہ کی تعریف کی ہے: ”مَعۡرِفَۃُ النَّفۡسِ مَالَھَا وَمَاعَلَیۡھَا“ پھر متاخرین شریعت کے اس جزو کو جو اعمال ظاہرہ سے تعلق رکھتا ہے فقہ کہنے لگے اور جس جزو کا تعلق باطنی اعمال سے ہے اس کو تصوف کہنے لگے اور اعمال باطنہ کا طریق طریقت کہلایا پھر ان

اعمال سے باطن میں جو صفائی پیدا ہوئی اس سے جو حقائق کونیہ یا حقائق الٰہیہ مکشوف ہوئے ان کو حقیقت کہتے ہیں اور صاحب انکشاف کو عارف لہذا یہ سب امور شریعت سے ہی متعلق ہیں۔ (ملفوظات عبدالقادر رائپوریؒ)

حقیقت کے راستے

شیخ شرف الدین یحیی منیریؒ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس راہ کو طے کرنے کے لئے تین ذریعے ہیں شریعت، طریقت، اور حقیقت۔ آدمی تین چیزوں کا مجموعہ ہے نفس، دل اور روح ہر ایک کے لئے ایک راستہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ نفس شریعت کے راستے سے عالم ملکوت میں داخل ہوتا ہے اور دل کی صفتیں اختیار کر کے اس کا ہم رنگ ہو جاتا ہے دل طریقت کی راہ سے عالم جبروت میں پہنچتا ہے اور روح کی صفات اختیار کر کے اس کا ہم رنگ ہو جاتا ہے اور پھر روح حقیقت کے راستے سے اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاتی ہے اور اس طرح کا بنتا ہے کہ نفس دل کی طرح ہو جاتا ہے اور دل روح کی طرح اور اس طرح تینوں ایک ہو جاتے ہیں۔ (مکتوبا صدی، آئینہ سلوک ۷۷)

کیا شریعت کے ظاہری احکام پر چلنے والا سالک نہیں ہے؟

اصل سالک تو وہی ہے جو شریعت مقدسہ کا کامل اتباع کرے۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، کیونکہ شریعت مقدسہ کا ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن، مثلاً شریعت کا ایک حکم نماز ہے اور اس کا ظاہر وہ ارکان نماز ہیں جو سب اداء کرتے ہیں اور باطن اس کا خشوع وخضوع اور دھیان کا اللہ تعالی کی طرف لگنا اور اس کے دربار میں اپنی حاضری کا احساس ہے یا جیسے ایک حکم طہارت ہے اس کا ظاہر تو کپڑے، جسم اور جگہ کی پاکی ہے اور باطن اس کا قلب وروح کی طہارت یعنی حسد، تکبر، طمع، بخل اور غصہ

وشہوت وغیرہ کی گندگی سے اپنے قلب کو پاک کرنا ہے تو اگر کوئی شخص اپنے عمل میں شریعت کے دونوں ظاہری اور باطنی تقاضوں کو پورا کر رہا ہے اور اس محنت سے نیت بھی اس کی حق تعالیٰ کی رضاء ہے تو یقیناً وہ شخص سالک ہے اور مقربان الٰہی کے راستے پر گامزن ہے اور اگر وہ صرف ظاہری اعمال پر اکتفاء کرتا ہے اور باطن شریعت سے اس کو کوئی حصہ نہیں ملا اور طلب بھی نہیں ہے تو پھر وہ سالک نہیں ہے بلکہ عام مومنین کے زمرے میں شامل ہے۔ (آئینہ سلوک)

پیرو مرشد کے آداب اور اطاعت

ادب: ''شیخ کو اپنے حق میں سب سے انفع (زیادہ نفع پہنچنے کا ذریعہ) سمجھے اور یہ اعتماد رکھے کہ میرا اصلاح باطن اور حصول معرفت کا مطلب اسی مرشد سے بآسانی حاصل ہوگا ہرجائی نہ بنے اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو فیض و برکات سے محروم رہے گا''

فائدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ'' یعنی ہر جاننے والے سے بڑا ایک جاننے والا ہے۔

لہٰذا شیخ اگرچہ اعلم (سب سے بڑا جاننے والا) نہ بھی ہو سالک کے حق میں انفع (سب سے زیادہ نفع پہنچانے کا باعث) ضرور ہوتا ہے مثال کے طور پر ایک بچے کو جو پیار محبت اور شفقت اپنی ماں سے مل سکتی ہے وہ کسی دوسری عورت سے نہیں مل سکتی حالانکہ دوسری عورتیں عقل وشکل اور اخلاق وغیرہ میں اس کی ماں سے افضل ہوسکتی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں:

ہم تین پیر بھائی تھے اور ہم تینوں کا اپنے شیخ کے بارے میں مختلف گمان تھا ایک تو یہ گمان رکھتا تھا کہ میرے شیخ خود تو کامل ہیں دوسروں کو کامل نہیں بنا سکتے۔ دوسرے

کا گمان تھا کہ میرے شیخ کامل تو ہیں مگر صاحب ارشاد نہیں ہیں جبکہ میرا یہ گمان تھا کہ اس امت میں کسی کو شیخ ملے ہیں تو صدیق اکبر کو نبی علیہ السلام ملے یا پھر اس کے بعد مجھے کامل شیخ ملے ہیں میرے اس حسن ظن کی وجہ سے مجھے تجدیدی کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ پس آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ بنے سالک کو چاہئے کہ ہر جائی نہ بنے اور حصول فیض کے لئے اپنے مرشد کے علاوہ کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو اس کی اصل ''وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ'' بن سکتی ہے۔

ادب: ہر طرح سے مرشد کا مطیع و فرمانبردار رہے کیونکہ پیر کی عقیدت اور محبت کے بغیر فیض کا در نہیں کھلتا اور محبت کا تقاضا اطاعت و خدمت ہے۔

فائدہ: صوفیاء کے نزدیک سیدنا صدیق اکبرؓ کا سفر ہجرت مرشد کی اطاعت وخدمت اور محبت وعقیدت کی فقید المثال داستان ہے چنانچہ ہجرت کی رات نبی کریم ﷺ جب حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لے گئے تو انہیں جاگتے ہوئے پایا۔ پوچھا ''ابوبکر آپ کیوں جاگ رہے تھے؟'' عرض کیا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اندازہ تھا کہ عنقریب ہجرت کا حکم ہوگا۔ یہ بھی میرا دل گواہی دیتا تھا کہ آپ مجھے رفیق سفر بنائیں گے جس وقت سے یہ خیال آیا میں نے رات کو سونا چھوڑ دیا مبادا کہ آپ تشریف لائیں اور مجھے حاضر باش نہ پائیں۔''

کسی عارف نے کہا کہ علماء کی محفل میں بیٹھو تو زبان سنبھال کر بیٹھو ملوک وسلاطین کی محفل میں بیٹھو تو نگاہ کو سنبھال کر بیٹھو اور اہل اللہ کی محفل میں بیٹھو تو دل کو سنبھال کر بیٹھو۔ صحابہ کرامؓ کو نبی کی چند لمحوں کی صحبت سے وہ کچھ نصیب ہوا جو غیر صحابہ کو ہزاروں سال کے مجاہدہ سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا ہے حضرت خواجہ باقی باللہ کی ایک توجہ نے نان بائی کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

ادب: شیخ کی صحبت میں باادب ہو کر نہایت عاجزی سے خاموش بیٹھا رہے اور اس کے کلام قدسی کو نہایت غور سے سنتا رہے اِدھر اُدھر نہ دیکھے اس کی اجازت کے بغیر کلام نہ کرے بوقت ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔ گفتگو آہستگی اور نرمی سے کرے نیز اپنی آواز مرشد کی آواز سے بلند نہ کرے۔ کوئی بات ایسی نہ کہے جو پیر کی سبکی اور گرانی کا سبب بنے۔

فائدہ: سالک جب طالب صادق بن کر گوش ہوش سے نصیحت سنے تو دل پر یقینی طور پر اثر ہوتا ہے ارشاد باری تعالی ہے: ”اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْاَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَشَھِیْدٌ“

(یقیناً اس میں نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو قلبی اور سماعی قوت کو مرکوز کر کے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں)۔

مرشد کی بات نہایت غور سے سنی چاہئے بعض مشائخ کا قول ہے مرشد کو زبان بننا چاہئے اور مرید کو کان بننا چاہئے۔

ادب: پیر کی مجلس میں اپنے کو کسی طرح ممتاز نہ کرے اور اپنے تئیں حقیر، نیاز مند، تشنگی اور طلب سے بھرا ہوا ظاہر کرے۔

فائدہ: مرشد کی موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے حاضرین پر علمی تفوق ظاہر ہو۔ نہ ہی دنیاوی جاہ وحشمت کا مظاہرہ کرے، نہ ہی کسی عمل سے یہ ظاہر کرے کہ میں شیخ کا مشیر اور ہمراز ہوں اور نہ ہی یہ جتلائے کہ مرشد مجھ پر بہت مہربان ہے یہ تمام چیزیں نفس کو موٹا کرتی ہیں اور انانیت کی دلیل ہیں حتی الوسع نیازمندی اور عاجزی کو اپنائے۔

زمیں کی طرح جس نے عاجزی وانکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسماں ہو کر

ادب: مرشد کی نشست گاہ پر نہ بیٹھے اس کے مصلیٰ پر پاؤں نہ رکھے۔

فائدہ: اس کی اصل حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا عمل ہے روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ دینے کے لئے منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو تیسرے درجے پر کھڑے ہوتے تھے جبکہ حضرت صدیق اکبرؓ اپنے دور خلافت میں خطبہ دینے کے لئے دوسرے درجے پر کھڑے ہوتے تھے یہ از راہ ادب تھا مرشد کے مصلیٰ پر نماز پڑھنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ ظاہراً اس سے مساوات کا دعویٰ ظاہر ہوتا ہے۔

ادب: جس جگہ مرشد بیٹھا ہوا ہو اس طرف پاؤں نہ پھیلائے اس کی طرف منہ کر کے نہ تھوکے اگر چہ سامنے ہو۔

فائدہ: فقہائے کرام نے بیت اللہ شریف کی طرف پاؤں پھیلانا یا تھوکنا مکروہ لکھا ہے اگر چہ بیت اللہ سامنے نہ ہو جس طرح بیت اللہ مرکز انوار تجلیات ہے اسی طرح مرشد کا قلب بھی تجلیات ذاتیہ کا مورد ہوتا ہے لہذا مرشد کے لئے بھی انہی آداب کی رعایت ضروری ہے ابن ماجہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ طواف کرنے کے بعد کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بیت اللہ تیری حرمت بھی بہت زیادہ ہے مگر "حُرمَةُ الْمُؤْمِنِ اَرْجَحُ مِنْ حُرْمَةِ الْكَعْبَةِ" یعنی مومن کی عزت بیت اللہ کی حرمت سے بھی زیادہ ہے۔

ادب: شیخ کے سایہ پر قدم نہ رکھے اور حتی الامکان ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

فائدہ: کسی چیز کو پاؤں تلے روندنا اس کی تحقیر کی علامت ہے سالک کو چاہئے کہ مرشد کے سایہ پر بھی قدم نہ رکھے تا کہ بے حرمتی کا شائبہ تک نہ ہو اسی طرح اپنا سایہ مرشد کے سایہ پر نہ پڑنے دے کہ بسا اوقات روشنی کا رک جانا طبعی الجھن کا سبب بنتا ہے سالک ان آداب کو معمولی نہ سمجھے کیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات مل کر ہی ریت کے ٹیلے بن جاتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ ایک دانہ خرمن کو تو نہیں بھرتا مگر ان دانوں کی مدد ضرور کرتا ہے جو خرمن کو بھر دیا کرتے ہیں۔

ادب: شیخ کی سختی اور ڈانٹ ڈپٹ سے دل تنگ نہ ہو اور بدگمانی کو راہ میں نہ آنے دے کیونکہ شیخ کی سختی طالب کے لئے صیقل کا کام کرتی ہے۔

فائدہ: جس طرح ایک مالی کسی پودے کے فاضل حصوں کو کاٹتا ہے تو پودے کی نشو ونماء بھی اچھی ہوتی ہے اور وہ دیکھنے میں بھی دیدہ زیب نظر آتا ہے یا جس طرح ایک طبیب کسی مریض کے زخم پر کبھی نشتر لگاتا ہے کبھی اس میں سے گندا مواد نکالتا ہے اور کبھی اس پر مرہم لگاتا ہے حتی کہ طبیعت بحال ہو جاتی ہے۔

امام نسائیؒ اور امام ابوداؤدؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہم سے گفتگو کرتے پھر آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔

امام بخاریؒ و امام مسلمؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذؓ تشریف لا رہے تھے جب قریب آ گئے تو نبی اکرم ﷺ نے انصار سے کہا "قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ" اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ پس صحابہ کرامؓ ان کے اکرام کے لئے کھڑے ہو گئے نبی علیہ السلام کے اسی حکم کے پیش نظر مرید اپنے سید مرشد کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

ادب: شیخ کے روبرو اور پس پشت یکساں رہے اپنا ظاہر و باطن ایک طرح رکھے یعنی دل اور زبان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ رکھے۔

فائدہ: جو مرید اپنے شیخ کے روبرو اور پس پشت یکساں نہ رہے اس کی مثال اس مریض کی سی ہے جو طبیب سے اپنا مرض چھپائے یقیناً ایسے مریض کو شفاء نصیب نہیں ہوگی حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ مرید اپنا سب کچھ مرشد کے سامنے اس طرح کھول دے جس طرح بیٹی اپنا سب کچھ ماں کے سامنے کھول دیتی ہے شریعت نے جس طرح علاج کی خاطر طبیب کے سامنے ستر کھولنے کی اجازت دی ہے اسی طرح روحانی علاج کی خاطر مرشد کے سامنے اپنا کیا کرایا کھولنے کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ اسے ضروری قرار دیا ہے۔ اگر مرید اپنے مرشد سے عیب چھپائے گا تو نقصان بھی خود ہی اٹھائے گا۔ بقول شخصے :

''اگر تم اپنا چھپانے کے لئے دروازے بند کرلو گے تو سچائی بھی باہر رہ جائے گی'' ایسی صورت میں تو ذکر بھی فائدہ نہیں دیتا ہے۔ (تصوف وسلوک ۶۱/۶۰، مولانا ذوالفقار صاحب احمد نقشبندی)

نفس کو رب کے حوالے کردو

صاحبزادہ! اپنے دل سے اللہ عزوجل کی طرف رجوع کر اللہ سے توبہ کرنے والا ہی اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے حق تعالیٰ کا راشاد ہے کہ رجوع کرو اپنے رب کی طرف یعنی ہر چیز کو اس کے حوالہ کردو اپنے نفس کو اس کے سپرد کردو اوران کو اس کی قضاء وقدر اور امرونہی اور تصرفات کے سامنے ڈال دو (کہ جس طرح چاہے تصرف فرمادے) اور اپنے قلوب کو اس کے آگے پھینک دو کہ نہ زبانیں ہوں نہ ہاتھ نہ پاؤں ہوں، نہ آنکھیں، نہ چوں ہو نہ چرا، نہ سماعت ہو نہ مخالفت بلکہ ہر امر میں موافقت ہو۔ (مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۹۴)

امراض قلبی کی حقیقت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

"سیر وسلوک اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے مقصود آفات معنوی اور امراض قلبی کا ازالہ ہے جس کی طرف یہ آیت کریمہ اشارہ کررہی ہے۔ "فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ" یعنی ان کے دلوں میں مرض ہے اصل بات یہی ہے کہ دل کے روگ اور امراض (جیسے غفلت، نافرمانی، تکبر وطمع وغیرہ) دور ہونے کے بعد ہی انسان حقیقت ایمان سے موصوف ہوتا ہے دل کے امراض کے ساتھ جو ایمان ہے وہ صرف ظاہری ایمان ہے کیونکہ نفس امارہ کا ذوق ووجدان ایمان کے خلاف اور حقیقت کفر پر مصر رہتا ہے اس قسم کا ایمان اور اس قسم کی تصدیق محض ظاہری ہے اور مرض صفرا میں مبتلا ہونے والے شخص کی طرح ہے جو مٹھاس کی حلاوت کا اقرار تو کرتا ہے مگر اس کا وجدان اس کے اقرار کے خلاف ہوتا ہے۔

شکر کی مٹھاس کا حقیقی یقین صفرا کا مرض دور ہونے کے بعد ہی میسر ہوسکتا ہے اس لئے نفس مطمئنہ ہوجانے اور اس کی صفائی کے بعد ہی حقیقت میں ایمان کی صورت دکھاتی ہے اور اس قسم کا ایمان زوال کے خطرے سے محفوظ ہوتا ہے۔ (مکتوب ۳۶ دفتر اول)

پرہیز گاری اور توکل

حضور سرور کونین محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کا سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ ہی بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے قلب کا سنورنا پرہیز گاری حق تعالیٰ پر توکل، توحید اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان خصلتوں کے معدوم ہونے سے قلب گویا پرندے ہیں بدن کے پنجرے میں

گویا موتی ہے ڈبہ میں گویا مال ہے صندوق میں، پس اعتبار پرندکا ہے پنجرہ کا نہیں اعتبار موتی کا ہے ڈبہ کا نہیں اعتبار مال کا ہے صندوق کا نہیں اے میرے اللہ ہمارے اعضاء کو اپنی اطاعت میں قلوب کو اپنی معرفت میں مشغول فرما اور مدت العمر ساری رات اور سارے دن میں مشغول رکھ۔ (مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی)

اصلاح کی ضرورت مشائخ کو بھی ہے

ایک فاضل صاحب کے خط کے سلسلہ میں فرمایا میرے مرشدی ومولائی حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمدؒ نے کہ مجاز وخلیفہ تو اس لئے ہوتا ہی ہے کہ اگر کوئی صدق دل سے اصلاح کی نیت سے آئے تو ضرور اس کی خدمت کرنا چاہئے ورنہ دیانت داری اور ذمہ داری کے خلاف ہوگا فرمایا کہ اصلاح کی ضرورت تو مشائخ کو بھی رہتی ہے وہ بھی اصلاح سے بے فکر نہیں ہوسکتے ہیں اپنے سے بڑوں سے اصلاح کراتا رہے ہر ایک کو اصلاح کی ضرورت ہے۔فرمایا کہ اگر کوئی رجوع ہوتا ہے تو یہ منجانب اللہ ہے اور مرید کے حق میں یہ توفیق بہت بڑی نعمت ہے اور فضل خداوندی ہے اس کی قدر کرنا چاہئے۔

شیخ کی موجودگی سے قلب کو تقویت ہوتی ہے

راقم الحروف نے حضرت حاذق الامتؒ سے عرض کیا کہ حضرت پاکستان کے اجلاس میں شرکت کیلئے آپ کے تشریف لے جانے سے ہم کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کچھ کھو گیا ہے ایک چیز ہمارے پاس نہیں ہے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح الامتؒ کا سفر افریقہ کا ہوا میں نے خط لکھا تو جواب ملا کہ حضرت والا افریقہ تشریف لے گئے ہیں واپسی تک برابر یہ جواب آتا رہا۔ (افادات زکیہ ۴۳/۳، ملفوظات حضرت حاذق الامتؒ)

☆......☆......☆

بدنگاہی

بدنگاہی سے بچنے کیلئے محی السنہ قطب عالم حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ فرماتے ہیں:

دین کا دیکھ ہے خطر، اٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

- اگر نگاہ اٹھ جاوے کسی پر پڑ جاوے تو فوراً نگاہ کو نیچے کر لینا، خواہ کتنی ہی گرانی ہو خواہ دم نکل جانے کا اندیشہ ہو۔
- یہ سوچنا چاہئے کہ نگاہ کی حفاظت نہ کرنے سے دنیا میں ذلت کا اندیشہ ہے طاعات کا نور سلب ہو جاتا ہے آخرت کی تباہی یقینی ہے۔
- بدنگاہی پر کم از کم چار رکعت نفل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ حسب گنجائش خیرات اور کثرت سے استغفار۔
- یہ سوچنا چاہئے کہ بدنگاہی کی ظلمت سے قلب کا ستیاناس ہو جاتا ہے اور یہ ظلمت بہت دیر میں دور ہوتی ہے حتی کہ جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جاوے باوجود تقاضے کے اس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا ہے۔

- یہ سوچنا چاہئے کہ بدنگاہی سے میلان اور محبت سے عشق پیدا ہوجاتا ہے اور ناجائز عشق سے دنیا اور آخرت تباہ ہوجاتی ہے۔
- یہ سوچنا چاہئے کہ بدنگاہی سے طاعات، ذکر، شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہوجاتی ہے حتی کہ ترک کی نوبت آتی ہے پھر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔ (ماخوذ: حیات ابرار)

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: اے کذاب! تو نعمت کی حالت میں خدا کو محبوب سمجھتا ہے لیکن جب بلا آتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے گویا اللہ تیرا محبوب تھا ہی نہیں بندہ تو آزمائش کے وقت ہی ظاہر ہوتا ہے پس جب اللہ کی طرف سے بلائیں آویں اور تو جما رہے تو بیشک تو محبّ ہے اور اگر تیری حالت میں تغیر آجائے تو جھوٹ کھل گیا اور پہلا دعویٰ محبت کا ٹوٹ گیا۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو محبوب سمجھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فقر کو چادر بنانے کے لئے تیار ہوجاؤ اور دوسرا شخص حضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا یارسول اللہ میں اللہ کو محبوب سمجھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ بلا کو چادر بنالے اللہ اور اس کے رسول کی محبت فقر اور بلا کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اسی لئے ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ بلا و مصیبت ولایت پر تعینات کردی گئی ہے تاکہ ہر کوئی دعویٰ ولایت نہ کرسکے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر شخص اللہ کی محبت کا مدعی بن بیٹھتا پس بلا و فقر پر جمے رہنے کو خدا اور رسول کی محبت سے علامت بنادی گئی ہے۔

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی خوبی اور آخرت میں بھی خوبی عطاء فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالے'' آمین! (مواعظ حضرت مولانا عبدالقادر جیلانیؒ/۳۵)

جاندار بن کر رہو جانور نہ ہوجاؤ

میرے پیر مرشد عاف باللہ حضرت حاذق الامتؒ نے فرمایا کہ انسان کے اندر جانور پن بھی ہے جانور پن ختم کرکے انسان ہونا چاہیئے جیسا کہ حضرت مسیح الامتؒ نے فرمایا کہ جاندار بن کر رہو جانور بن کر نہ رہو۔

تصوف وسلوک کیا ہے

حضرت حاذق الامتؒ نے فرمایا کہ سلوک اور تصوف کیا چیز ہے یہی تصوف ہے اور سلوک ہے کہ آدمی کے اندر جانور پن ختم ہوکر انسانیت آجائے، دیانت داری پیدا ہوجائے، دماغی تناؤ نہ ہو، صبر وضبط کا پیکر بن جائے، یہ نہیں کہ منٹوں میں کچھ اور پھر کچھ نہیں اعتدال آنا چاہیۓ تعلق مع اللہ جس کے نتیجہ میں محبت ہوا خوت ہو نہ کہ وظائف ونوافل کی کثرت اور انسانیت ندارد۔ (افادات زکیہ ۱۱)

خدائی اور نبوت کا دعویٰ نہ کرنا

فرمایا کہ محبوب سبحانی غوث الاعظم دستگیرؒ کے ایک مرید تھے جو دس سال سے حضرت کی خدمت میں تھے حضرت نے خلافت دیدی وہ جانے لگے تو عرض کیا کہ حضرت وطن جارہا ہوں کچھ نصیحت فرمادیجیۓ حضرت شیخ جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میاں خدائی اور نبوت کا دعویٰ نہیں کرنا اب مرید پریشان کہ میں دس سال خدمت میں رہا کیا میں خدائی کا دعویٰ کروں گا؟ نبوت کا دعویٰ کروں گا؟ حضرت کیسی بات کرتے ہیں؟ مجھ سے میں خدائی کا دعویٰ؟ بات واضح نہیں ہوئی۔

حضرت نے فرمایا کہ دیکھو جو ارادہ کیئے وہ ہوکر ہی رہے یہ خدائی کا دعویٰ ہے جو چاہیئے ہونا یہ خدا کی قدرت ہے فرمایا کہ یہ درپردہ خدائی کا دعویٰ ہے۔

اور میں نے جو کہا وہی سچ ہے یہ در پردہ نبوت کا دعویٰ ہے آج ہمارا حال یہی ہے جو سوچتے ہیں کرتے ہیں اللہ کی مرضی نہیں دیکھتے یہی وجہ ہے کہ یا تو ہمیں غصہ آجاتا ہے یا مایوسی۔ دعاء میں ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو ذلیل سمجھے اور مانگے آگے اختیار اس کو ہے کب دینا ہے کہاں دینا ہے وہ دے گا۔ (افادات زکیہ ۱۷/۱)

اچھے مرید کو دیکھ کر پیر کی حالت کیسی ہو؟

صاحبزادے! تو ہی میری مراد ہے میں خود نہیں ہوں اگر تیری حالت میں تغیر آئے اور میں بدستور رہوں تو روپڑتا ہوں اور میں اپنے آپ کو جو محبوب سمجھتا ہوں تو صرف تیری ہی وجہ سے پس میرے ساتھ علاقہ رکھ کہ جلد عبور کر سکے۔

صاحبو! چھوڑ دو تکبر کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق پر اپنی حقیقت کو پہچانو اور تواضع کرو اپنے نفس میں تمہاری ابتداء ایک نطفہ سے ہے جس سے گھن آئے ذلیل پانی (یعنی منی) ہے اور تمہاری انتہا مردار ہے جس کو پھینک دیا جائے گا ان میں سے مت بنو جن کو حرص کھینچے لئے جاتی ہے خواہش ان کا شکار کرتی ہے اور ان کو ذلت وخواری کے ساتھ لادے ہوئے پھرتی ہے بادشاہوں کے دروازوں پر کہ ان سے ایسی شئے طلب کریں جو ان کی تقدیر میں نہیں یا ایسی چیز مانگیں جو ان کے نصیب میں لکھی جاچکی ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ کا سخت ترین عذاب بندہ کیلئے یہ ہے کہ وہ مانگتا پھرے ایسی چیزیں جو اس کی قسمت میں نہ ہو تجھ پر افسوس اے تقدیر اور مقسوم سے ناواقف۔ (مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

ضرورت شیخ

عادت اللہ یونہی جاری ہے کہ کوئی کمال بدوں استاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جب

اس راہ طریقت میں آنے کی توفیق ہو تو استاد طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہئے جس کے فیض تعلیم و برکت سے مقصود حقیقی تک پہنچے ۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا
دامن رہبر بگیر و پس بیا
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق
عمر بگذشت ونشد آگاہ عشق

یعنی اے دل اگر اس سفر کی خواہش ہو تو رہبر کا دامن پکڑ کر چل اس لئے جو بھی عشق کی راہ میں بغیر رفیق کے چلا اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں:

بھلا نری کتابوں سے بھی کوئی کامل مکمل ہوا ہے۔ موٹی بات ہے کہ بڑھئی کے پاس بیٹھے بغیر کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا حتی کہ بسولہ بھی بطور خود ہاتھ میں لے کر اٹھائے گا تو وہ بھی قاعدہ سے نہ اٹھایا جا سکے گا بلا درزی کے پاس بیٹھے سوئی پکڑنے کا اندازہ بھی نہیں آتا بلا خوشنویس کے پاس بیٹھے اور بلا قلم کی گرفت اور کشش دیکھے ہرگز کوئی خوشنویس نہیں ہو سکتا غرض بدوں کسی کامل کی صحبت کے کوئی کامل نہیں بن سکتا اسی کو کہا ہے ۔

صحبت صالح ترا صالح کنند
صحبت طالح ترا طالح کنند
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
گو نشیند در حضور اولیاء
یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

مطلب یہ ہے کہ نیک آدمی کی صحبت تم کو نیک بنادے گی اسی طرح بدبخت کی صحبت تم کو بدبخت بنادے گی جو شخص خدا تعالی کی ہم نشینی کا طالب ہو تو اس کو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو سالہ بے ریا طاعت سے بہتر ہے نیکوں کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی نصیب ہو جائے تو سو سالہ زہد وطاعت سے بہتر ہے نیز نیکوں کے متعلق یہ قطعہ بہت عجیب اور مناسب ہے۔ (شریعت وتصوف ۲۶/۲۷، حضرت مسیح الامتؒ)

تم مزے اڑانے کیلئے نہیں پیدا ہوئے

صاحبزادے! تم دنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اڑانے کے لئے نہیں پیدا ہوئے ہو حق تعالی کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدلو تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کر لی ہے حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا ایمان مجموعہ ہے قول اور عمل کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکو کاریاں چھوڑیگا تو وحدانیت و رسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی؟۔ جب تو نے لا الہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بہ جز اللہ کے تو (توحید کا) مدعی بن گیا۔

(مواعظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۴۸)

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

ہر مسلمان کو رات دن اس طرح رہنا چاہئے

- ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے، خواہ کتاب پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ کر۔

- سب گناہوں سے بچے۔
- اگرکوئی گناہ ہوجائے تو فوراًتوبہ کرے۔
- کسی کا حق نہ رکھے، کسی کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے، کسی کی برائی نہ کرے۔
- مال کی محبت اور نام کی خواہش نہ کرے نہ بہت اچھے کھانے کپڑے کی فکر میں رہے۔
- اگراس کی خطا پرکوئی ٹوکے اپنی بات نہ بنائے فوراًاقراراورتوبہ کرے۔
- بدوں سخت ضرورت کے سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں،،بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں، وظیفوں میں خلل پڑ جاتا ہے ،وقت پرکوئی کام نہیں ہوتا۔
- نہ بہت ہنسے،نہ بہت بولے،خاص کرنامحرم سے بے تکلفی کی بات نہ کرے۔
- کسی سے جھگڑا،تکرار،نہ کرے۔
- شرع کا ہروقت خیال رکھے۔
- عبادت میں سستی نہ کرے۔
- زیادہ وقت تنہائی میں رہے۔
- اگراوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجز ہوکر رہے اپنی بڑائی نہ جتلائے۔
- اورامیروں سے،بہت ہی کم ملے۔
- بددین آدمی سے دور بھاگے۔
- دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بدگمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اوران کی درستی کیا کرے۔

- نماز کو اچھی طرح اچھے وقت دل سے پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا بہت خیال رکھے۔
- دل یا زبان سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے کسی وقت غافل نہ ہو۔
- اگر اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے مزہ آئے دل خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔
- بات نرمی سے کرے۔ سب کاموں کیلئے وقت مقرر کرے اور پابندی سے اس کو نبھائے۔
- جو کچھ رنج و غم، نقصان پیش آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے، پریشان نہ ہو اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔
- ہر وقت دل میں دنیا کا حساب وکتاب اور دنیا کے کاموں کا ذکر مذکور نہ رکھے بلکہ خیال بھی اللہ تعالیٰ ہی کا رکھے۔
- جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے خواہ دنیا کا ہو یا دین کا۔
- کھانے پینے میں اتنی کمی نہ کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے اور نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔
- اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے طمع نہ کرے نہ کسی طرف خیال دوڑائے، کہ فلاں جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے۔
- اللہ تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے۔
- نعمت تھوڑی ہو یا بہت اسی پر شکر بجالائے اور فقر و فاقہ سے تنگ دل نہ ہو۔
- جو اس کی حکومت میں ہیں ان کی خطاء و قصور سے درگزر کرے۔
- کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپائے البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے، اور تم کو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہہ دو۔

- مہمانوں اور مسافروں اور غریبوں اور عالموں اور درویشوں کی خدمت کرے۔
- نیک صحبت اختیار کرے۔
- ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرے۔
- موت کو یاد رکھے۔
- کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے۔ جو نیکی یاد آئے اس پر شکر کرے گناہ پر توبہ کرے۔
- جھوٹ ہرگز نہ بولے۔
- جو محفل خلاف شرع ہو، وہاں ہرگز نہ جائے۔
- شرم وحیاء اور بردباری سے رہے۔
- ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی خوبیاں ہیں۔
- اللہ تعالیٰ سے دعاء کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھے۔ (بہشتی زیور/۲۵)

☆......☆......☆

اصول فلاح دارین

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی

چند وصیتیں اور مشورے

- میں اپنے دوستوں کو خصوصاً اور سب مسلمانوں کو عموماً بہت تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ علم دین کا خود سیکھنا اور اولاد کو تعلیم دینا ہر شخص پر فرض عین ہے خواہ بذریعہ کتاب ہو یا بذریعہ صحبت، بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ فتن دینیہ سے حفاظت ہو سکے جن کی آج کل بیحد کثرت ہے اس میں ہرگز غفلت وکوتاہی نہ کریں۔
- طالب علموں کو وصیت کرتا ہوں کہ نرے درس وتدریس پر مغرور نہ ہوں، اس کا کارآمد ہونا موقوف ہے اہل اللہ کی خدمت وصحبت ونظر عنایت پر اس کا التزام نہایت اہتمام سے رکھیں۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

- دینی یا دنیوی مضرتوں پر نظر کر کے ان امور سے خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں۔

- شہوت وغضب کے مقتضاء پر عمل نہ کریں۔
- تعجیل نہایت بری چیز ہے۔
- بے مشورہ کوئی کام نہ کریں۔
- غیبت قطعاً چھوڑ دیں۔
- کثرت کلام اگرچہ مباح کیساتھ ہو اور کثرت اختلاط خلق بلا ضرورت شدیدہ وبلا مصلحت مطلوبہ اور خصوصاً جبکہ دوستی کے درجہ تک پہنچ جاوے ہر کس وناکس کو راز دار بنالیا جائے نہایت مضر چیز ہے۔
- بدون پوری رغبت کے کھانا ہرگز نہ کھائیں۔
- بدون سخت تقاضہ کے ہمبستر نہ ہوں۔
- بدون سخت حاجت کے قرض نہ لیں۔
- فضول خرچی کے پاس نہ جاویں۔
- غیر ضروری سامان جمع نہ کریں۔
- سخت مزاجی وتند خوئی کی عادت نہ ڈالیں، رفق وضبط اور تحمل کو اپنا شعار بنائیں۔
- ریا وتکلف سے بچیں، اقوال وافعال میں بھی طعام ولباس میں بھی۔
- مقتداء کو چاہئے کہ امراء سے بد خلقی نہ کرے اور نہ زیادہ اختلاط کرے اور نہ ان کو حتی الامکان مقصود بناوے بالخصوص دنیوی نفع حاصل کرنے کے لئے۔
- معاملات کی صفائی کو دیانات سے بھی زیادہ مہتم بالشان سمجھیں۔
- روایات وحکایات میں بے انتہا احتیاط کریں اس میں بڑے بڑے دیندار اور فہیم لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں خواہ سمجھنے میں یا نقل کرنے میں۔
- بلا ضرورت بالکلیہ اور ضرورت میں بلا اجازت وتجویز طبیب حاذق شفیق کے کسی قسم کی دوا ہرگز استعمال نہ کریں۔

- زبان کی غایت درجہ ہر قسم کی معصیت ولا یعنی سے احتیاط رکھیں۔
- حق پرست رہیں اپنے قول پر جمود نہ کریں۔
- تعلقات نہ بڑھائیں۔
- کسی کے دینوی معاملہ میں دخل نہ دیں۔
- میں اپنے تمام منتسبین سے درخواست کرتا ہوں کہ ہر شخص اپنی عمر بھر یاد کر کے ہر روز سورہ یٰسین شریف یا تین بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر مجھ کو بخشد یا کرے مگر اور کوئی امر خلاف سنت و بدعات عوام وخواص میں سے نہ کریں۔
- حتی الامکان دنیا و مافیہا سے جی نہ لگاویں اور کسی وقت فکر آخرت سے غافل نہ ہوں ہمیشہ ایسی حالت میں رہیں کہ اگر کسی وقت پیام اجل آجائے تو فکر اور تمنا کو مقتضی نہ ہو "لَوْلاَ اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ" اور وقت یہ سمجھیں۔

شاید ہمیں نفس، نفس، واپسیں بود

اور علی الدوام دن کے گناہوں سے قبل رات کے اور رات کے گناہوں سے قبل دن کے استغفار کرتے رہیں اور حتی الوسع حقوق العباد سے سبکدوش رہیں۔

- خاتمہ بالخیر ہونے کو تمام نعمتوں سے افضل واکمل اعتقاد رکھیں اور ہمیشہ خصوصاً پانچوں نمازوں کے بعد نہایت لجاجت وتضرع سے اس کی دعاء کیا کریں اور ایمان کے حاصل ہونے پر شکر کیا کریں۔ کہ حسب وعدہ " لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ" یہ بھی اعظم اسباب خاتمہ بالخیر سے ہے اور اس کے ساتھ میں اپنے لئے بھی دعاء کے لئے درخواست کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا بھی ایمان پر خاتمہ فرمادے۔ آمین۔ ☆☆☆

توجہ کا آسان طریقہ

میرے (محمد ادریس حبان رحیمی کے) دادا پیر مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

مرید کو باوضو دوزانوں مؤدب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تا کہ اس کا ذہن بآسانی اذکار واشغال کو قبول کر سکے وہ اس طرح کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسم ذات ''اللہ'' کی ضرب لگائے اور یہ خیال کرے کہ اس ذکر کی کیفیت میرے واسطے سے اس کو ایک بار ہو تا کہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذاکر ہو جائے اور قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے تو اس طرف کچھ التفات نہ کرے حتیٰ کہ کثرت ذکر سے بلا اختیار جسم کا کوئی حصہ کوئی عضو ہاتھ پاؤں سر حرکت کرنے لگتے ہیں۔ بعض دفعہ ذکر کا نور تمام جسم کو گھیر لیتا ہے مختلف قسم کے انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب قسم کے واقعات ظاہر ہوتے ہیں کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے کبھی متحیر عالم حیرت میں ہوتا ہے لیکن سالک کو چاہئے کہ کسی طرف بھی ہوں یا صورتیں ہوں انوار ہوں یا واقعات، ظلمات ہوں یا انکشاف وغیرہ سب مخلوق ہیں اور سالک کا وطیرہ خالق برتر اور ہمہ تن توجہ ذات پر ہے اس کو نظر پر خلق کیسی بس سیر کرتا ہوا بلا التفات

چلتا چلا جائے یہاں تک کہ واصل بحق سرمست ذات خاص ہو جائے اور فنائے تام ہو جائے کہ تمام خواہشات نفسانی فنا ہو کر بس مرضیات حق کا تابع ہو جاوے فنائے نفس کے یہی معنی ہیں کہ خواہشات نفسانی تابع مرضیات الٰہی ہو جائیں تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کا مصداق ہو جائے صبغۃ اللّٰہ کے رنگ میں رنگ جائے کہ اپنی ہستی کی رنگ و بو نہ رہے بس وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ کا مظہر ہو جاوے یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا اور دیکھتا اور بولتا اور پکڑتا اور چلتا اور ادراک کرتا ہو اور مَارَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰهَ فِیْهِ کا مصداق ہو جاوے کہ میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی نہ دے بس یہ حال ہو جاتا ہے کہ ۔

علم حق در علم صوفی گم شود
ایں سخن کے باور مردم شود

یعنی خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا۔ (شریعت وتصوف/۲۳۸۔ حضرت مسیح الامتؒ)

سنت کی محبت اور اس پر پیغام

آنحضرت ﷺ کی محبت کی علامت اور شرط یہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی مبارک سنتوں سے محبت ہو اسی کو حدیث پاک میں بھی ارشاد فرمایا۔

﴿مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ﴾

ترجمہ! جس نے میری سنت سے محبت کی بیشک اس نے مجھ سے محبت کی اور جس شخص نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

اس لئے سالک کے لئے ضروری ہے کہ ہر چھوٹی بڑی سنت پر عمل کی کوشش کرے یہاں تک کہ سنتوں پر عمل کرنا عادت ثانی بن جائے۔

بغیر ارادہ کے بھی سنت ہی کے مطابق کام ہو۔خیال ہو کہ نہ ہو لیکن سنت کے خلاف نہ ہو۔

اسی کو بعض اکابر نے مقام احسان بتایا ہے اسی سے تقرب الی اللہ میں بتدریج زیادتی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ حقیقی تعلق مع اللہ قائم ہوجاتا ہے جو سلوک کا جزو لاینفک ہے۔(محمد ادریس حبان رحیمی)

مالداروں کی قربت اچھی نہیں

میرے پیر و مرشد حضرت حاذق الامتؒ فرماتے تھے: یہ مالدار آپ کو نہیں معلوم کیسی کیسی جگہ لے کر جائیں گے تفریح کے لئے پارکوں میں ان کے ساتھ جانا ہوگا بس دور سے ہی خیریت معلوم کرلو زیادہ قریب ہوں گے تو آپ کو اپنی جیب میں رکھ لیں گے۔جیسے صاف کرنے کی دستی۔

مطلب یہ ہے کہ اپنی عزت نفس اور خود داری کو قربان کر کے مالداروں کی تابعداری اور چند سکوں اور روپیوں کی خاطر مالداروں کی جی حضوری کرنا نہیں چاہیے ہاں اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرما دیا کہ مالداروں کو حکمت و مواعظت کے ساتھ ان کی غلطیوں پر تنبیہ کرنے میں کوئی پس وپیش نہیں ہے تو پھر مالداروں کے قریب انسیت سے رہیں کہ ان کی اصلاح ہو اور مال کا غرور اور خناس ان کے دل سے نکل جائے اور تقوی اور آخرت کی فکر پیدا ہو۔یہی مطلب ہے میرے پیارے مرشد حضرت حاذق الامتؒ کی اس نصیحت کا۔ (محمد ادریس حبان رحیمی)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سالکین کیلئے ابراھیم بن ادہم کا عبرت آمیز واقعہ

حضرت ابراھیم بن ادہمؒ نے مکہ مکرمہ میں ایک شخص سے کچھ کھجور خریدیں اتفاقاً دو کھجوریں ان کے پاؤں کے درمیان زمین پر گر پڑی انہوں نے یہ سوچ کر کہ میری خریدی ہوئی کھجوروں میں سے گری ہوں گی، زمین سے اٹھا کر کھالیں پھر بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں آپ قبۃ الصخرۃ میں داخل ہوئے، لوگ تو چلے گئے اور آپ تن تنہا وہاں رہ گئے وہاں کا دستور یہ تھا کہ قبہ میں جو کوئی ہوتا ہے اسے وہاں سے عصر سے پہلے نکال کر قبہ خالی کر دیا جاتا، تا کہ قبہ عصر کے بعد سے لے کر رات بھر فرشتوں کے لئے مخصوص رہے چنانچہ منتظمین نے لوگوں کو قبہ سے نکال دیا، حضرت ابراھیم ابن ادہم چھپ گئے لوگ انہیں نہ دیکھ سکے اس طریقہ سے رات بھر اس قبہ کے اندر ہی رہے رات کو فرشتے آئے تو بولے یہاں کوئی نبی آدم (انسان) معلوم ہوتا ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ خراسان کے عابد حضرت ابراھیم بن ادہم معلوم ہوتے ہیں دوسرے نے کہا ہاں وہی ہیں تیسرا بولا یہ وہی شخص ہیں کہ ہر روز ان کے اعمال قبول ہو کر اوپر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں چوتھا بولا: بات تو یہی ہے مگر ایک سال سے ان کی عبادت (اوپر جانے) سے موقوف ہوگئی ہے اور اتنی مدت ان کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوئیں سبب اس کا وہ دو کھجوریں بنی ہیں (جو انہوں نے مکہ مکرمہ

میں اپنی سمجھ کر زمین سے اٹھا کر کر کھالی تھی) پھر یہ فرشتے اپنی عبادت میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی دربان آیا اس نے قبہ کا دروازہ کھولا، ابراہیم بن ادہم نکلے اور سیدھے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر اسی دکاندار کے دروازہ پر آئے، پھر دیکھا کہ ایک نوجوان کھجوریں بیچ رہا ہے آپ نے اس سے پوچھا کہ پچھلے سال یہاں ایک بڑے میاں کھجوریں بیچتے تھے وہ کہاں گئے؟ اس نے کہا کہ وہ تو فوت ہو گئے آپ نے اسے سارا قصہ سنایا، اس نے کہا ان دونوں کھجوروں میں سے اپنا حصہ تو میں نے معاف کر دیا البتہ گھر پر میری ایک بہن اور والدہ ہیں ان کا بھی حصہ ہے آپ ان کے گھر تشریف لائے ایک بڑی بی لاٹھی سے سہارا لیتی ہوئی باہر نکلیں آپ نے انہیں سلام کیا بڑی بی نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کیسے آنا ہوا؟ آپ نے انہیں بھی سارا قصہ سنایا بڑی بی نے کہا کہ میں نے بھی اپنا حصہ معاف کر دیا۔

پھر آپ نے اسکی بیٹی سے بھی اس کا حصہ معاف کرا لیا اور پھر بیت المقدس تشریف لے گئے اور اسی طرح قبہ میں داخل ہو کر رات گذاری فرشتے آئے اور آپس میں میں کہنے لگے یہ ابراہیم بن ادہم وہی ہیں جن کے ایک سال سے اعمال اوپر جانے سے موقوف ہو گئے تھے اور ان کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتی تھیں اب چونکہ یہ کھجوریں معاف کرائے ہیں تو ان کے اعمال بھی قبول ہونے لگے ہیں اور دعائیں بھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے درجہ کی طرف لوٹا دیا ہے حضرت ابراہیم بن ادہمؒ یہ سن کر خوشی سے رو پڑے۔ (حلال وحرام/۳۹، بحوالہ قلیوبی)

☆☆

معرفت الٰہی کے عجیب وغریب واقعات

﴿اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ !﴾

ترجمہ! کیا ہوا ان لوگوں کو جو ایمان لائے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہیں ڈرتے۔ حضرت فضیلؒ کے دل پر رقت طاری ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی ازلی مہربانی نے اپنا غلبہ اس کے دل وجان پر ظاہر کیا اور حضرت فضیلؒ نے اس شغل سے توبہ کی جن جن لوگوں کا ساز وسامان اور مال ودولت لوٹی ہوئی تھی ان کے نام آپ نے پاس لکھ کر رکھے ہوئے تھے ان تمام کو آپ نے خوش کر دیا اور مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ بہت عرصہ وہاں آپ ٹھہرے رہے اور بعض اولیاء اللہ سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا اس کے بعد آپ نے کوفہ میں عرصہ گذارا آپ نے جو روایات بیان کی ہیں وہ بہت بلند ومقبول ہیں اور محدثین کے گروہ میں آپ بہت مشہور معروف ہیں تصوف اور معرفت کے حقائق بیان کرنے میں آپ کا کلام بلند وعالی ہے۔

حضرت فضیلؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ”مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ عَبَدَهُ بِکُلِّ طَاقَتِهٖ“ ہر وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کو اس کی معرفت کے مطابق پہچانتا ہے وہ اپنی تمام طاقت سے اس کی عبادت کرنے میں مصروف ہوجاتا ہے اس لئے کہ اس نے جو اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ اللہ تعالیٰ کے انعام واحسان کی وجہ سے پہچانا اور جب اس نے نرمی

ورحمت سے پہچانا تو اسے دوست بنالیا اور جب اس نے دوست بنالیا تو جب تک بندہ زندہ رہتا ہے دل وجان سے اپنی طاقت وقدرت کے مطابق اس کی تابعداری کرتا ہے اس لئے کہ دوست کے حکم کو پورا کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی، پس ہر وہ شخص جس کی اللہ تعالی کے ساتھ دوستی زیادہ ہوتی ہے اس کی طاعت پر حرص بہت زیادہ ہوتی ہے اور زیادہ دوستی اصل میں معرفت کی حقیقت میں سے ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے اٹھے اور غائب ہوگئے میرے دل میں خیال آیا کہ آپ کسی دوسری بیوی کے پاس گئے ہیں میں اٹھی اور آپ کے پیچھے پیچھے جو مجھے نشان معلوم ہوئے ان پر چل پڑی حتی کہ مسجد میں پہنچ گئی اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہیں اور رو رہے ہیں حتی کہ حضرت بلالؓ آئے اور صبح کی آذان دی تو رسول اللہ ﷺ نماز میں تھے اور جب آپ صبح کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک سوجے ہیں اور انگلیوں کے پورے پھٹے ہوئے ہیں زرد پانی ان سے بہہ رہا ہے میں رو پڑی اور کہا یا رسول اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی خلاف اولی باتوں کو بھی اللہ تعالی نے معاف کردیا ہے اس قسم کی تکلیف آپ کیوں اٹھاتے ہیں ایسا عمل وہ شخص کرے جو آخرت کے احوال سے محفوظ نہ ہو حضور ﷺ نے کہا اے عائشہ یہ تمام اللہ تعالی کا فضل اور اس کا احسان ہے اَفَلَا یَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا (کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں) جب اس نے کرم خداوندی کیا ہے تو تو کیا کہتی ہے کہ مجھے بندگی نہیں کرنی چاہئے اور اپنی طاقت کے مطابق اس کی نعمتوں کے آنے پر شکر نہیں کرنا چاہئے اور نیز رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات میں پچاس نمازیں قبول کیں اور ان نمازوں کو آپ نے دشوار نہ جانا۔ حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے کہنے پر آپ کئی بار واپس گئے اور پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔

آپ نے پچاس نمازیں اس لئے قبول کیں کہ آپ کی طبیعت میں اللہ تعالی کے فرمان کی مخالفت بالکل نہیں ہے۔ لِاَنَّ الْمُحَبَّۃَ ھِیَ الْمُوَافِقَۃِ۔ (کیونکہ محبت میں موافقت ہی موافقت ہے)۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَلدُّنْیَا دَارُالْمَرْضٰی وَالنَّاسُ فِیْھَا مَجَانِیْنُ وَالْمَجَانِیْنُ فِیْ دَارِ الْمَرْضٰی اَلْغُلُّ وَالْقَیْدُ (دنیا بیماری کا گھر ہے اس میں لوگ دیوانوں کی طرح ہیں اور دیوانوں کے لئے اس گھر میں طوق یعنی زنجیر قید ہوتی ہے)۔

یعنی ہمارے نفس کی خواہشات ہمارے لئے زنجیریں ہیں۔ ہمارے گناہ ہمارے لئے قید خانہ ہے۔

فضل بن ربیع نے کہا میں ایک بار خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ مکہ میں تھا جب حج کر کے ہم فارغ ہوئے خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ یہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ یعنی ولی اللہ ہے کہ ہم اس کی زیارت کریں۔ میں نے کہا ہاں یہاں عبدالرزاق صنعانی ہیں خلیفہ ہارون نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ جب ہم عبدالرزاقؒ کے پاس گئے کافی دیر ہم نے باتیں کیں جب ہم نے واپس آنے کا ارادہ کیا ہارون نے مجھے کہا ان سے پوچھو کہ ان پر کوئی قرض وغیرہ ہے۔ میں نے اس درویش سے پوچھا اس نے کہا مجھ پر قرض ہے خلیفہ نے اس کا قرض اداء کر دیا اور اس درویش کے پاس سے ہم باہر آئے ہارون الرشید نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ اس سے جو زیادہ بزرگ ہو اس کو دیکھوں میں نے کہا سفیان بن عیینہ بھی اس جگہ ہیں خلیفہ نے کہا چلو حتی کہ ہم ان کے پاس آگئے ان کے حجرہ کے اندر بیٹھ کر کافی دیر ہم نے گفتگو کی جب واپس آنے کا اردہ کیا خلیفہ نے دوسری دفعہ مجھ کو کہا کہ ان سے پوچھو کیا ان پر کوئی قرض ہے میں نے

پوچھا اس درویش نے کہا ہے اس کا قرضہ بھی خلیفہ نے دے دیا اور اس درویش یعنی سفیان بن عیینہ کے پاس سے ہم باہر آئے ہارون الرشید نے کہا اے فضیل میرا مدعا ابھی تک پورا نہیں ہوا فضل بن ربیع نے کہا مجھے یاد آیا کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ بھی یہاں ہی ہیں۔

خلیفہ کو میں حضرت فضیل کے پاس لے گیا اور اس وقت آپ بالا خانے میں بیٹھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرر ہے تھے ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے فرمایا کون میں نے کہا امیر المومنین ہیں؟ آپ نے فرمایا مَالِیْ وَلاَمِیْرِ الْمُوْمِنِیْنَ (مجھے امیر المومنین سے کیا واسطہ) میں نے کہا سبحان اللہ حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لَیْسَ لِلْعَبْدِ اَنْ یَّذُلَّ جِسْمَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ قَالَ بَلٰی اَمَّا الرِّضَاءً لِعِزٍّ دَائِمٍ عِنْدَ اَهْلِهٖ (بندہ کے لئے جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اپنے جسم کو ذلیل کرے)۔

آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رضاء دائمی عزت ہے تو میری ذلت کو دیکھتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی رضا کو دیکھتا ہوں اس وقت نیچے آئے دروازہ کھولا اور چراغ کو بجھا دیا۔ اور آپ ایک کونے کھڑے ہو گئے ھارون الرشید نے آپ کو اندھیرے میں گھر کے اندر تلاش کیا حتی کے اس کا ہاتھ حضرت فضیلؒ کے اوپر آ کر لگا۔ آپ نے آہ کی اور کہا اس سے زیادہ نرم ہاتھ میں نے کوئی نہیں دیکھا اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے رہائی حاصل کر لے تو کتنا ہی اچھا ہوگا ہارون الرشید نے رونا شروع کر دیا حتی کہ بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو حضرت فضیلؒ کو کہا کہ آپ مجھے نصیحت کریں حضرت فضیلؒ نے کہا اے امیر المؤمنین آپ کے والد صاحب حضور ﷺ کے چچا تھے حضور ﷺ سے آپ نے کہا کہ آپ مجھے کسی قوم کا

امیر بنائیں حضور ﷺ نے کہا: یاعم! بک نفسک (تم کو تمہارے جسم کا امیر بنادیا)۔ تیرا ایک سانس اللہ تعالیٰ کی طاعت و یاد میں رہیہ بہتر ہے ان ہزار سالوں سے جس میں بندے تیری اطاعت کریں۔

لِاَنَّ الْاَمَـارَةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَلنَّدَامَةُ (کیونکہ امیری قیامت کے دن باعث ندامت ہے)۔

اس لئے کہ امیری قیامت کے دن ندامت کے سواء کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔ ہارون الرشید نے کہا اور زیادہ نصیحت کریں۔

حضرت فضیلؒ نے کہا جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے سالم بن عبداللہ و جار بن حیوۃؒ اور محمد بن کعب القرظیؒ کو بلایا اور ان کو کہا کہ میں اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں آپ کو میرے بارے میں کیا رائے ہے۔ میں اس کو بلا تصور کرتا ہوں لوگ اگرچہ اس کو نعمت جانتے ہیں۔

کسی ایک نے آپ سے کہا کہ اگر آپ قیامت کے دن عذاب سے رہائی چاہتے ہیں تو بوڑھے مسلمان مردوں کو اپنا باپ اور جوان مردوں کو اپنا بھائی اور بچوں کو اپنا بیٹا جان کر اس طرح ان کے ساتھ سلوک کریں کہ جس طرح گھر کے اندر بھائی باپ اور بیٹے کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ تمام اسلامی شہر تیرے گھر کی طرح ہیں ان کے اندر رہنے والے آپ کے عیال ہیں۔ ﴿زُرْ اَبَاکَ وَاَکْرِمْ اَخَاکَ وَاَحْسِنْ عَلٰی وَلَدِکَ﴾ ترجمہ! باپ کی زیارت کر اور بھائی کی عزت کر اور بیٹے پر مہربانی کر۔

اس وقت حضرت فضیلؒ نے کہا اے امیر المومنین میں ڈرتا ہوں کہ تیرا خوبصورت چہرہ کہیں دوزخ میں جلے اللہ تعالیٰ سے ڈر اس کا حق بہتر طریقے سے پورا کر پس

ہارون الرشید نے کہا آپ پر کوئی قرض ہے حضرت فضیل بن عیاضؒ نے کہا میری گردن پر اللہ تعالی کا قرض ہے وہ اس کی اطاعت ہے اگر مجھے پکڑے تو مجھ پر سخت افسوس ہے ہارون الرشید نے کہا فضیل مخلوق کے قرض کے لئے کہہ رہا ہوں۔

حضرت فضیلؒ نے کہا تعریف اور شکر اللہ تعالی کیلئے ہے میرے پاس اس کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں اور مجھے اس سے کوئی گلہ نہیں جو میں اس کے بندوں سے کروں اس وقت ہارون نے ایک ہزار دینار کی تھیلی نکالی اور آپ کے سامنے رکھ دی اور کہا اس کو اپنی کسی ضرورت میں خرچ کرو حضرت فضیلؒ نے کہا اے امیر المؤمنین میری نصیحت نے تجھے کوئی فائدہ نہیں دیا اور تو نے اس جگہ زیادتی کرنی شروع کردی ہے اور ظلم وستم کو پیشے کے طور پر اختیار کرلیا ہارون نے کہا میں نے کون سا ظلم کیا ہے آپ نے کہا میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تو مجھے مصیبت میں پھینکتا ہے کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ ہارون اور فضل دونوں روتے ہوئے ان کے پاس سے باہر آئے اور کہا مجھے اس بات کی پختہ دلیل ہیں کہ آپ دنیا اور اہل دنیا پر غالب ہیں اور ان کے نزدیک دنیا کی زیب وزینت حقیر چیز ہے اور دنیا والوں کی توضیح دنیا کے لئے بالکل نہیں کرتے آپ کے مناقب اس سے بہت زیادہ ہیں۔ (کشف المحجوب ۱۹۶/۱/۲۰۱۔ داتا گنج علی ہجویریؒ)

عقلمندی کا کام

ایک بزرگ اپنے خلیفہ کو یوں نصیحت فرماتے ہیں: وہ عقل جو پختہ کار ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے وہ دنیا اور دنیا والوں سے بے پرواہ رہنے کا فیصلہ کرتی ہے عاقل کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے قلب سے آخرت کی طرف متوجہ ہو اسی کی طرف اس کا ٹھکانہ ہے عاقل کو اس فانی دنیا کی ٹیپ ٹاپ غافل نہیں کرتی دنیا کی چمک دمک تو بیوقوفوں کو متاثر کرتی ہے اور ان کی عقلوں پر چھا جاتی ہے حتی کہ ان میں ایک شخص

بھی ایسا نہیں ہوتا جو اپنی توجہ کو کسی نہ کسی درجے میں جاہ و مال کے حصول کے اندر نہ لگائے ہو اور یہ دونوں (یعنی جاہ و مال) فانی ہیں۔

جس کے سامنے علم زہد آشکارا ہوا اور اس کے فائدے سے واقف ہو اور وہ اپنے اعضاء و جوارح کو قابو میں رکھ کر ممنوعات شرع سے بچنے کی صورت پیدا کر لیتا ہے اس راستے سے نفس کا تزکیہ ہوگا اور جب تزکیہ نفس ہوگا تو آئینہ قلب روشن ہو جائے گا اور اس کے اندر گناہ کی برائی ظاہر ہونے لگے گی نیز توجہ الی اللہ کا ارادہ قلب میں پیدا ہو جائے گا وہ اللہ کے ماسوا کو نظر انداز کر دے گا اس وقت بدن بھی اسی طرح نرم ہو جائیں گے جس طرح دل نرم ہو گئے اللہ تعالی فرماتا ہے۔﴿ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ! پھر ان کے بدن اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت نرم ہو جاتے ہیں۔

انسان اپنے اعضاء و جوارح پر پورا پورا کنٹرول اس وقت تک نہیں کر سکتا ہے جب تک قلب ایسا بیدار نہ ہو جائے جو برابر محاسبہ کرتا رہے۔

(ماہنامہ وصیۃ العرفان ۳۷/۳۸، مارچ ۲۰۰۷ء)

☆☆☆

ایک بزرگ کی وصیت
جو سالکین کے لئے نہایت مفید ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اَللّٰهُ يَجْتَبِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴾
ترجمہ! اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے چھانٹ لیتا ہے اور جو اللہ تعالی کی طرف دل سے متوجہ ہوتا ہے اس کو ہدایت دیتا ہے۔

انسان اپنے نفس امارہ اور کھانے پہننے میں اس کی خواہشوں اور لذتوں کی رعایت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محجوب اور بعید ہو جاتا ہے اور اس کے اوقات آپس کی (بے ضرورت) مخالطت ومجالست سے برباد ہوتے ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ خیریت چاہتا ہے اس کو رشد وصواب کا الہام کرتا ہے اور اس کے سامنے یہ امر واضح کر دیتا ہے کہ دنیا اور اہل دنیا عنقریب فناء ہونے والے ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی باقی رہنے والا نہیں بندہ اپنی قبر میں اپنے اعمال کے ساتھ اپنے مولا وخالق کے سامنے ہوگا (یہ بات اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ذہن نشین ہو جاتی ہے تو) انسان غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاتا ہے اور اپنے اوقات کو غنیمت سمجھنے لگتا ہے اور یہ جان لیتا ہے کہ وہ اپنے نفس پر اس وقت تک غلبہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک اپنے اوقات کی حفاظت نہ کرے۔

دین کا معاملہ، ضائع میں سے کسی صنعت سے کم نہ سمجھا جائے کوئی صنعت بھی بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوتی (پھر دین بغیر سیکھے کیسے حاصل ہو سکے گا)۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہیں'' اس ارشاد میں علماء سے مراد وہ علماء ہیں جو متقی اور زاہد ہوں جس کا قدم راہ مشیخیت میں صحیح اٹھا وہ نائب رسول ﷺ ہے۔ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتا ہے جو شخص مخلوق سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ ایسے شیخ کی طرف متوجہ ہو جس کے متعلق اسے پورا اطمینان ہو کہ وہ مشیخیت پر بیٹھے ہوں اور طالب یہ نہ جان سکتا ہو کہ ان میں کون صحیح طور پر مشیخیت کا اہل ہے تو اس کو چاہئے کہ توقف کرے جلدی نہ کرے اس لئے کہ ممکن ہے وہ کسی مشیخیت کے مدعی کا قصد کرے اور وہ درحقیقت اس منصب کا اہل نہ ہو۔ ایسے شخص کا قول طالب کو فتنے میں مبتلاء کردے گا اور وہ طالب کے لئے راہزن ثابت ہوگا ایسی صورت میں طالب اس طور پر برباد ہوگا کہ پھر صلاح پزیر نہ ہو سکے گا پس اس حالت میں طالب اپنی روح کو اللہ کی طرف متوجہ کرے اور اللہ کے سامنے خوب گریہ وزاری کرے اور عرض کرے کہ اے میرے رب تو خوب جانتا ہے میں ایک صاحب طریق اور ایسے شیخ کو چاہتا ہوں جس سے دینی وروحانی نفع حاصل کروں اور اس کے ذریعہ تیری اطاعت وفرمانبرداری کی طرف ہدایت پاؤں تو مجھے ایسا شخص بتادے جو اس کام کی اہلیت رکھتا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ اسے خواب میں ایسا شخص دکھلادے گا یا حالت بیداری میں اس کا سینہ کھول دے گا اسکی آہ وبکا پر رحم اور اس کی دعاء قبول فرمائے گا۔ اور ایسے شخص کی جانب رہنمائی فرمائے گا جو اس وقت کا واقعی شیخ کامل ہو جب اللہ تعالیٰ ایسے کامل کی طرف رہنمائی فرمادے تو پھر یہ مرید اس کامل کے ساتھ عمدہ وطیرہ اختیار کرے اور پورے طریق سے اس سے محبت رکھے۔

ایک شخص اس شیخ کامل سے بھی منتفع ہوسکتا ہے جس سے روزانہ ملاقات کرسکے اور اس سے بھی نفع حاصل کرسکتا ہے جس سے ایک ہفتہ یا ایک مہینہ یا ایک سال میں ملاقات کرے اور کبھی شیخ سے اس طرح بھی نفع حاصل کرسکتا ہے کہ اس سے اللہ کے لئے محبت کرے اگرچہ اس سے ملاقات نہ کرسکے مگر شیخ کا ارشاد اور عبادت کا طریقہ اور سلوک طریق حق اس تک پہونچا ہو اور وہ شیخ کے باطن سے ہدایت یاب ہوتا ہو اس کا ادب اچھی طرح کرتا ہو اور اس کے طریقے کی اقتداء کرتا ہو نیز شیخ کی محبت کی برکت سے اس کی جانب باطن میں شیخ کے انوار سرایت کر جائیں جس کی وجہ سے اس کا ظاہر و باطن مقید ہوجائے اور آداب مع اللہ صحیح اور درست ہوجائیں پس اس طرح سے بھی وہ طریق استقامات کی طرف ہدایت پا جائے گا۔ (ماہنامہ وصیۃ العرفان ۴۰/۳۹، مارچ ۲۰۰۷ء)

مرشد کامل کی حقیقت

درحقیقت مرشد کامل ہی ایک ایسا عالم اسرار ہے جو کسی پر کھل جائے تو اس کو بصیرت وبصارت نصیب ہو اور وہ خود سارا عالم بن جائے۔ مرشد کامل ہی وہ معمہ ہے جو طالب حق پر کھلے تو ذکر واذکار اور درود و وظیفہ کی تعلیم ہی نہ دے بلکہ ان تمام چیزوں کی حقیقت بھی سمجھا دے اور ابتداء سے انتہاء، انتہاء سے منتہا تک کے مراحل ومقامات وصل اور راہ سلوک میں پیش ہونے والے فائدے اور نقصانات کی شناس بھی بخش دے۔ مرشد کامل کی حقیقت کو حقیقت محمدی کا عرفان نور محمدی سے حاصل ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ مقام قرب پر جاگزیں ہو کر معراج باطنی پالیتا ہے اور نام ونمود سے بیخود ہو کر خود کو ہی دونوں عالم سمجھنے لگتا ہے مرشد کامل وہی مرد مومن ہے جو ظاہری معنوں میں شریعت محمدی پر ثابت قدم رہ کر شرک وکفر اور وہم وگمان سے ہمیشہ عملی وقولی جہاد کرتا ہے اور باطنی میں ارادتمندوں کو نبی اکرمؐ کے حضور میں پیش کر کے کائنات محمدی کا دیدار کرا دیتا ہے۔

پیر و مرشد سے بڑھ کر کوئی ولی اور رفیق نہیں

ارباب عرفان کے نزدیک پیر کے حقوق تمام حقداروں کے حقوق سے زیادہ ہیں۔ اس لئے کہ طالب کی ظاہری وجسمانی ولادت تو والدین سے ہوتی ہے مگر روحانی ومعنوی ولادت کا تعلق ذات پیر سے ہے۔

اور ولادت ظاہری حیات عارضی وغیرہ غیر معنی ہے۔ ولادت حقیقی وحیات معنوی مستقل وابدی ہے پیر کامل کے توسل سے نفس امارہ جو بذات خود نجس وخبیث ہے پاک ہو کر امارگی سے سرور ابدی اور مقام اطمنان کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اپنی سعادت کو پیر کی رضامندی میں جانے اور پیر کسی کام کا حکم دے تو اس کام کو اپنے حق میں باعث برکت سمجھ کر فرمانبرداری کرے مرید کو چاہئے کہ گفتار وکردار، وضع وقطع اور رفتار میں اپنے پیر کی اتباع کرے، مرید پر لازم ہے کہ ہر وقت تصور شیخ میں خود کو مبتلا پا کر ہر وقت مشاہدہ غیب میں مبتلا اور خود کو پیری کی حراست میں سمجھے مرید کو پیر سے عقیدت ہونی چاہئے کہ پیر جو کچھ کر رہا ہے وہ خدا کے حکم سے کر رہا ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہے وہ خدا کے حکم سے کہہ رہا ہے (خواہ وہ میرے نفس کو اچھا لگے یا برا) پیر سے بڑھ کر میرا کوئی ولی ورفیق نہیں اور پیر کا ہر قول وفعل میرے لئے باعث برکت ورحمت ہے جو مرید اپنے پیر سے اور پیر کے اعمال واقوال سے غافل ہو جائے وہ مرید صادق اعتقاد نہیں کہلاتا۔

مرید پیر کو دیکھے تو نظریں نیچی رکھے اور اپنے پیر کے روبرو بیٹھے تو قدموں پہ نظریں جما کر بیٹھے کیونکہ پیر عارف کامل ہوتا ہے اور اس کا نفس بھی عارف ہوتا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

تقوی کا مقصد

تقوی عربی لفظ وقایہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی بچنے کے ہیں درحقیقت زندگی کو نیک اعمال سے پُر کرنے کے لئے ہر ایک برائی سے روکنا تقوی کا مقصد ہے۔

اصطلاحی اعتبار سے تقوی کا مفہوم نہایت جامعیت ووسعت رکھتا ہے اور اس کا مسلمان کی پوری زندگی سے ہی نہیں بلکہ اجتماعیت سے بھی مزید تعلق ہے قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی تقوی کا ذکر کیا گیا ہے وہیں اس پہلو کو بھی نمایاں کیا گیا ہے کہ نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے رخ مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف کر لئے بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کردہ کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے ماننے اور اللہ کی محبت میں سرشار ہو کر اپنے مالوں کو رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کریں۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور نیک لوگ وہ ہیں جو عہد کریں تو پورا کریں اور تنگی ومصیبت کے وقت میں اور حق وباطل کی لڑائی میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز اور یہی متقی لوگ ہیں۔

اللہ کے ہر نبی ورسول نے جہاں توحید وعبادات کی دعوت دی ہے وہیں تقویٰ کی بھی تعلیم دی ہے ہر پیغمبر کی دعوت کے یہی الفاظ تھے ''اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو'' (الفرقان)۔

حقوق کی ادائیگی بھی ''تقوی'' ہے

آج جبکہ تقوی کا حقیقی تصور نگاہوں کے سامنے اس طرح موجود نہیں ہے جس طرح ہونا چاہئے تھا اسی وجہ سے حلال وحرام کے تصور کے دائرے بھی محدود ومسدود ہو گئے ہیں جب کوئی لفظ ''حرام'' بولتا ہے تو ہر سننے والے کے ذہن میں سود، شراب،

زنا اور مردار وغیرہ کا تصور ضرور آتا ہے۔ مگر حقوق وفرائض ،تعلقات ومعاملات میں بھی بے شمار باتیں حرام ہیں۔ جس طرح مردار کھانا حرام ہے غیبت کرنا وغیرہ بھی اسی طرح حرام کام ہیں۔ ہمارے معاشرہ کے بیشمار افراد شراب خوری کو یقیناً گناہ سمجھتے ہیں مگر ان کے نزدیک جھوٹ بولنا ، بدعہدی کرنا، مکر وفریب دینا ، کسی کے ساتھ بد سلوکی کرنا اور کسی کا حق مارنا وغیرہ چیزیں گناہ کے کام نہیں ہیں۔

انسان اور انسانوں کے درمیان معاملات وتعلقات بھی تقویٰ کا وہ اہم دائرہ ہے جس میں انسان کو ہر وقت ہوشیار و بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ سے دو عورتوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس میں ایک بڑی نمازی ،صدقہ دینے اور خیرات کرنے والی اور خوب روزے رکھنے والی ہے مگر اس کی بدزبانی سے اس کے پڑوسی تنگ ہیں آپؐ نے فرمایا وہ جہنم میں جائیگی دوسری عورت وہ ہے جو فرض پڑھ لیتی ہے کچھ صدقہ وخیرات کرتی ہے رمضان کے روزے رکھ لیتی ہے اور کوئی خاص عبادت نہیں کرتی لیکن اس کے پڑوسی اس کی خوش کلامی سے خوش ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ جنتی ہے۔

تقویٰ کا اصل

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے پوچھا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے کہا مفلس تو ہم اس کو کہتے ہیں جس کے پاس مال ومتاع نہ ہو آپؐ نے فرمایا نہیں میری امت میں مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے روز نماز ، روزہ ،صدقہ ساری نیکیاں لیکر اس حال میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی ، کسی پر بہتان لگایا ہوگا ، کسی کا حق مارا ہوا گا سارے دعویدار وہاں کھڑے ہونگے بدلہ میں اس کی نیکیاں ان میں تقسیم کردی جائیگی جب اس کی تمام نیکیاں ختم ہوجائیگی تو باقی دعویداروں کے گناہ لے کر اس کے

سر پر ڈال دیئے جائیں گے آخر کار وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا انسان اور ساری مخلوقات کے درمیان تقوی کا اصول یہ ہے کہ آدمی کسی بھی جاندار بے جان چیز کو ایذا پہونچانے سے ہر طرح بچے اسلام سخت تاکید کرتا ہے ظلم کیا ہے؟ ظلم ایک ایسی برائی ہے جو بروز حشر اندھیرا بنکر ظالم کے سامنے آئیگا پھر اس اندھیرے سے ظالم کی نجات کی کوئی صورت نہیں ہوگی انسان تو انسان جانوروں اور پیڑ پودوں کو تکلیف واذیت پہنچانے کا حق بھی اسلام کسی فرد کو نہیں دیتا۔

ایک عورت کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے جہنم میں داخل کیا گیا کہ وہ ایک بلی کو بھوکی پیاسی رکھتی تھی جس کی وجہ سے بلی مرگئی۔

ایک واقعہ ایک عبرت

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت علامہ مرتضی بادشاہ قادریؒ نے ایک ہی مصلہ پر چھ افراد کو خلافت قادریہ عطا کی ان میں مولوی سید شہاب الدین میسوری بھی شامل تھے ۔حضرت قبلہ کے ساتھ ایک مرتبہ سید شہاب الدین کسی کھیت سے گذر رہے تھے کہ ان کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی جس سے انہوں نے ایک پودے کو مارا اور پودا زمین پر ٹوٹ کر گر پڑا حضرت قبلہ کی نظر اس حرکت پر پڑی تو آپؒ نے فرمایا کہ میں تمہیں اسی وقت بیعت وخلافت سے بے دخل کرتا ہوں جو شخص بے وجہ کسی پودے پر ظلم کرتا ہے وہ کہاں تک اللہ کے بندوں کے ساتھ عدل وانصاف کرسکے گا۔

غور کیجئے کہ جس مذہب کے ماننے والوں کو ان کی تعلیم جانوروں اور پودوں کا اس قدر احترام سکھاتی ہے اس شریعت میں انسانوں اور انسانوں کی جان کا کیا مقام ہوگا؟۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ایک نعمت وبشارت اور اپنے ہر انعام کو متقیوں سے وابسطہ کردیا ہے اور وہی قومیں دنیا وآخرت کی برکتوں اور نعمتوں سے ہمکنار ہوسکتی ہیں جو تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنی زندگی بسر کررہے ہوں ارشاد باری تعالیٰ ہے جنت تو ہم نے متقیوں کے لئے ہی بنائی ہے۔کیا کوئی چور پولیس کی موجودگی میں چوری کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ جو شخص اپنے رب کو ہر جگہ موجود سمجھتا ہو وہ کب تقویٰ کی روش چھوڑ کر احکام الٰہی کے خلاف کوئی کام کرنے کی جرأت کرتا ہے؟ جو شخص اپنے پرودگار کو حاضر وناظر سمجھنے کے باوجود حرام وحلال میں تمیز نہیں کرتا کیا وہ واقعی مومن ہے؟۔(اسلامی سچائی کی نوک پر ۱۳۰/۱۳۳۔مصنف حضرت مولانا امیر باشاہ قادری جیلانی واصل کیسر مزویؒ)

بحمد اللہ تعالیٰ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

مراجع وماخذ

قرآن مجید

بخاری شریف : شیخ محمد بن اسماعیل البخاریؒ
مسلم شریف : شیخ مسلم بن الحجاجؒ
ترمذی شریف : شیخ محمد عیسیٰ بن عیسیٰ الترمذیؒ
نسائی شریف : ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ
مشکوۃ شریف : ولی الدین محمد بن عبداللہ التبریزیؒ
بیہقی : الامام الحافظ الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین بیہقیؒ
طبقات الکبریٰ وآئینہ سلوک: شیخ امام محمدؒ
فتوحات مکیہ : محی الدین ابن عربی
احیاء العلوم : امام احمد غزالیؒ
افادات زکیہ : حاذق الامت حضرت مولانا حکیم شاہ زکی الدین احمدؒ کے ملفوظات: شائع کردہ: دارالعلوم محمدیہ، بنگلور
تفسیر خازن جلد دوم :
مکتوب سہ ششم جلد اول : حضرت مجدد الف ثانیؒ
مواعظ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ : مترجم مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

شریعت وتصوف: حضرت مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ
معارف القرآن: مفتی محمد شفیع صاحبؒ
حیات ابرابر : مفتی محمد فاروق میرٹھی
تفسیر مظہری : قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ
سلوک وتصوف: پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
خیر المجالس : علامہ عبدالرحمٰن صفویؒ
تفسیر حقانی :
کشف المحجوب: داتا گنج بخش علی ہجویریؒ
جوامع الکلم : سوانح خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ
تصوف اسلام : مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
ملفوظات عبدالقادر رائے پوریؒ:
بہشتی زیور : حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
اشرف السوانح جلد سوم: خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ
حلال وحرام بحوالہ قیلوبی
ماہنامہ وصیت العرفان الہ باد مارچ ۲۰۰۷ء
اسلام سچائی کی نوک پر مولانا امیر بادشاہ قادری جیلانیؒ